More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

باب اوّل الف

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 لفظ "قرآن" کے لغوی معنی ہیں:

(الف) آسمانی کتاب (ب) سنی ہوئی کتاب (ج) پڑھی ہوئی کتاب (د) لکھی ہوئی کتاب

02 اللہ تعالیٰ کا دائمی و عالمگیر قانون ہے:

(الف) قرآن مجید (ب) احادیث (ج) فقہ (د) تفسیر

03 قرآن مجید کے نام "الذکر" سے مراد ہے:

(الف) راہ دکھانے والی کتاب (ب) روشنی والی کتاب (ج) نصیحت والی کتاب (د) ثابت شدہ کتاب

04 قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ازلی کلام، جو موجود ہے:

(الف) بیت المعمور میں (ب) خانہ کعبہ میں (ج) بیت العزۃ میں (د) لوح محفوظ میں

05 قرآن مجید میں پاروں کی تعداد ہے:

(الف) 30 (ب) 40 (ج) 50 (د) 114

06 قرآن مجید میں کل سورتیں ہیں:

(الف) 30 (ب) 114 (ج) 205 (د) 558

07 قرآن مجید میں رکوع کی تعداد ہے:

(الف) 30 (ب) 114 (ج) 558 (د) 6236

08 قرآن مجید کی پہلی سورۃ ہے:

(الف) سورۃ الفاتحہ (ب) سورۃ الناس (ج) سورۃ الکوثر (د) سورۃ البقرۃ

09 قرآن مجید کی آخری سورۃ ہے:

(الف) سورۃ الفاتحہ (ب) سورۃ الناس (ج) سورۃ الکوثر (د) سورۃ البقرۃ

10 قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ کا نام ہے:

(الف) سورۃ الفاتحہ (ب) سورۃ الناس (ج) سورۃ الکوثر (د) سورۃ البقرۃ

11 قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے:

(الف) سورۃ آل عمران (ب) سورۃ النساء (ج) سورۃ التوبہ (د) سورۃ البقرۃ

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

12 قرآن مجید میں آیات کی تعداد ہے:
(الف) 558 (ب) 6236 (ج) 6536 (د) 6666

13 سورۃ کم از کم مشتمل ہوتی ہے:
(الف) تین آیات پر (ب) پانچ آیات پر (ج) سات آیات پر (د) دس آیات پر

14 کس سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں ہے؟
(الف) سورۃ آل عمران (ب) سورۃ النساء (ج) سورۃ توبہ (د) سورۃ المائدہ

15 آیت کے لغوی معنی ہیں:
(الف) نشان یا علامت (ب) فقرہ یا جملہ (ج) لفظ یا الفاظ (د) بیان

16 قرآن مجید کا اصل اور ذاتی نام ہے:
(الف) الفرقان (ب) الکتاب (ج) الذکر (د) القرآن

17 الفرقان کا مطلب ہے:
(الف) حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (ب) نصیحت کرنے والی کتاب
(ج) خاص کتاب (د) راہ دکھانے والی کتاب

18 الہدیٰ کا مطلب ہے:
(الف) حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (ب) نصیحت کرنے والی کتاب
(ج) خاص کتاب (د) راہ دکھانے والی کتاب

19 النور کے معنی ہیں:
(الف) حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (ب) نصیحت کرنے والی کتاب
(ج) روشنی والی کتاب (د) ثابت شدہ کتاب

20 قرآن مجید کے نام "الحق" کے معنی ہیں:
(الف) حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (ب) نصیحت کرنے والی کتاب
(ج) روشنی والی کتاب (د) ثابت شدہ کتاب

21 التنزیل کا مطلب ہے:
(الف) روشنی والی کتاب (ب) ثابت شدہ کتاب
(ج) اتاری ہوئی کتاب (د) جسمانی و روحانی بیماریاں ختم کرنے والی کتاب

22 لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن مجید نازل ہوا:
(الف) ایک مرحلے میں (ب) دو مراحل میں (ج) تین مراحل میں (د) چار مراحل میں

23 یہ آسمان دنیا میں وہ جگہ ہے جہاں قرآن مجید کو لوح محفوظ سے یکبارگی میں اتارا گیا اور وہاں سے حضور کریم ﷺ پر اتارا گیا:
(الف) بیت العلی (ب) بیت السماء (ج) بیت المعمور (د) بیت العزۃ

24 قرآن مجید نازل ہوا:
(الف) شب معراج میں (ب) شب برات میں (ج) شب القدر میں (د) ربیع الاول میں

25 قرآن مجید بتدریج نازل ہوا:
(الف) 20 سال اور کچھ ماہ میں (ب) 21 سال اور کچھ ماہ میں (ج) 22 سال اور کچھ ماہ میں (د) 27 سال اور کچھ ماہ میں

www.Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

26 قرآن مجید کے نزول کے مکی دور کی مدت ہے:

(الف) 10 سال اور کچھ ماہ (ب) 12 سال اور کچھ ماہ (ج) 13 سال اور کچھ ماہ (د) 15 سال اور کچھ ماہ

27 قرآن مجید کا دوسرا مرحلہ ہے:

(الف) تدریجی (ب) مسلسل (ج) افتتاحی (د) اختتامی

28 مکی سورتیں ہیں:

(الف) جو مکہ میں نازل ہوئیں (ب) جو ہجرت مدینہ سے پہلے نازل ہوئیں

(ج) جو ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں (د) جو فتح مکہ کے بعد نازل ہوئیں

29 مکی سورتوں کی تعداد ہے:

(الف) 17 (ب) 28 (ج) 39 (د) 86

30 مدنی سورتوں کی تعداد ہے:

(الف) 17 (ب) 28 (ج) 39 (د) 86

31 اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری الہامی کتاب ہے:

(الف) قرآن مجید (ب) توریت (ج) زبور (د) انجیل

32 ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے بہتر وہ شخص ہے جو یہ سیکھے اور سکھائے:

(الف) نماز (ب) حج (ج) قرآن مجید (د) فقہ

33 یہ مکمل دستورِ حیات اور دائمی و عالمگیر قانون ہے:

(الف) توریت (ب) قرآن مجید (ج) زبور (د) انجیل

جوابات

1.	(ج)	6.	(ب)	11.	(د)	16.	(د)	21.	(ج)	26.	(ب)	31.	(الف)
2.	(الف)	7.	(ج)	12.	(ب)	17.	(الف)	22.	(ب)	27.	(الف)	32.	(ج)
3.	(ج)	8.	(الف)	13.	(الف)	18.	(د)	23.	(د)	28.	(ب)	33.	(ب)
4.	(د)	9.	(ب)	14.	(ج)	19.	(ج)	24.	(ج)	29.	(د)		
5.	(الف)	10.	(ج)	15.	(الف)	20.	(د)	25.	(ج)	30.	(ب)		

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیجئے:

سوال 1 قرآن مجید کا جامع تعارف تحریر کیجئے۔

جواب: لفظ قرآن کے لغوی معنی پڑھنا ہے۔ اور قرآن کے معنی پڑھی ہوئی کتاب بھی ہے۔ قرآن کریم کے اصطلاحی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ (حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ ﷺ پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) پر جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا اور مصاحف میں لکھا گیا۔

قرآن مجید میں ۳۰ پارے، ۱۱۴ سورتیں، ۵۵۸ رکوع اور ۶۲۳۶ آیات ہیں۔ پہلی سورۃ الفاتحہ اور آخری سورۃ الناس ہے۔ سب سے بڑی سورۃ البقرہ ہے اور سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت بیان کرنے والی بڑی آیت آیت الکرسی ہے۔

قرآن مجید کا اصل نام ہی "القرآن" ہے، لیکن علماء کرام نے اس کے علاوہ بھی بہت سارے نام شمار کیے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں ان میں سے چند مشہور نام یہ ہیں:

الفرقان ، الذکر ، الکتاب ، الہدیٰ ، النور ، الحق ، الشفاء ، التنزیل

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ازلی و ابدی کلام ہے جو "لوح محفوظ" میں موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (سورۃ البروج: ۲۲)

ترجمہ: (یہ کوئی معمولی کلام نہیں) بلکہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے۔ لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔

قرآن کریم لوح محفوظ سے زمین پر نزول کے دو مراحل میں پہنچا ہے۔

اس مرحلے میں مکمل قرآن کریم "دنیا والے آسمان پر" "بیت العزۃ" میں نازل ہوا اس سلسلہ میں سورۃ القدر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ (القدر: ۱)

لوح محفوظ سے مراد وہ تختی یا کتاب جو ہر طرح کی دستبرد سے محفوظ ہو اور تمام احکام و فرامین اور کلمات الٰہی کا مصدر ہے۔

یہ آسمان دنیا میں وہ جگہ ہے جہاں قرآن مجید کو لوح محفوظ سے یکبارگی میں اتارا گیا پھر آسمان دنیا (بیت العزۃ) سے تھوڑا تھوڑا کر کے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر اتارا گیا۔

اس کے بعد ضرورت اور موقعہ کی مناسبت سے وقتاً فوقتاً حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر مختلف آیتوں اور سورتوں کی صورت میں لاتے تھے جو بتدریج بائیس برس اور کچھ ماہ میں نازل ہوا۔ جس میں سے بارہ سال کچھ مہینے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوا اور باقی دار الہجرت مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔

قرآن کریم کے نزول کا دوسرا مرحلہ تدریجی (مرحلہ وار) کہلاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔ (الاسراء: ۱۰۶)

قرآن کریم کے تدریجی انداز میں نزول کی درج ذیل حکمتیں ہیں:

قرآن کریم یاد کرنا آسان ہو گیا۔

مختلف احکامات جو قرآن کریم میں موجود ہیں انسانی طبیعتوں کو ان پر عمل کے لیے رفتہ رفتہ آمادہ کیا گیا اگر ایک دفعہ تمام احکامات نازل ہوتے تو قدیم

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

عادات کو ترک کرنے اور نئے احکام پر لوگوں کے لیے عمل کرنا بہت مشکل ہوتا۔

(3) مخالف لوگوں کی تکلیفیں اور اذیتیں جب حد سے بڑھ جاتیں تھیں اور پھر کوئی وحی نازل ہوتی تھی تو وہ مسلمانوں کی دلوں کے لیے باعثِ تسکین بنتی تھیں۔

(4) مختلف اوقات میں لوگوں کی طرف سے سوالات پوچھنے پر ان کا بروقت جواب دینے سے قرآن کریم کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

سوال 2: قرآن مجید کی چند خوبیاں بیان کیجئے۔

جواب: قرآن مجید کی چند خوبیاں:

1۔ **قرآن مجید کا الہامی کتاب ہونا:** قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے جو انسانوں کی ہدایت کے لئے آخری پیغام ہے' جو رہتی دنیا کے اقوام کا دستور عمل ہے اور دنیا و آخرت کی فلاح کی ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کا کوئی بدل نہیں' اس کا پڑھنا اور سننا باعثِ برکت و ثواب ہے' اس کو سمجھنا' اس کی باریکیوں پر غور و فکر کرنا باعثِ ہدایت و سعادتِ دارین ہے' جبکہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنا' دوسروں کو سنانا اور اس کی برکات سے محروم لوگوں تک اس کو پہنچانا بہت بڑی نیکی اور حصول سعادت دارین کا موجب ہے۔

2۔ **قرآن مجید کا عربی میں نازل ہونا:** قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (سورۃ یوسف، آیت: ۲)

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا تاکہ تم لوگ سمجھ سکو۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو صدیوں سے اسی طرح پڑھا جا رہا ہے' جس طرح وہ اپنے نزول کے وقت پڑھا جاتا تھا' جس کا خاص سبب اس کا عربی زبان میں ہونا اور خاص طرز بیان ہے۔

3۔ **انداز و اسلوب میں منفرد ہونا:** قرآن کریم کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ اپنے انداز و اسلوب میں منفرد ہے' یہ بے حد دلکش اور روح میں اتر جانے والی کتاب ہے اس کے مضامین اور موضوعات میں کوئی تضاد اور تفاوت نہیں ہے' یہی بات اس کے برحق ہونے کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ (النساء: ۸۲)

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ

ترجمہ: قرآن کی فضیلت دیگر کلام پر اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۲۲۰۸)

جس طرح پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کو برتری اور عظمت حاصل ہے اسی طرح اس کے کلام کو بھی بڑی عظمت و فضیلت حاصل ہے۔

4۔ **شک وشبہ سے بالاتر کتاب:** قرآن کریم نے ابتداء ہی میں اپنی عظمت کا اعلان کیا' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۲)

ترجمہ: یہ کتاب یعنی قرآن مجید اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ کا کلام ہے پرہیزگاروں کے لیے رہنما ہے۔

قرآن کریم ضابطہ حیات ہے: قرآن مجید قیامت تک ساری کائنات کے تمام مادی و روحانی' دینی و دنیوی تقاضوں کے لیے' مکمل دستورِ حیات' دائمی و عالمگیر قانون ہے۔ قرآن کریم ہمیں زندگی کے تمام شعبہ جات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جس میں انسانی زندگی کی حقیقت' حلال و حرام' خیر و شر' تقویٰ و عبادات کے مسائل کے ساتھ شرعی احکام و نصیحت' حکومت و تجارت' جنگ و صلح جیسے مسائل کی رہنمائی کرتا ہے اور یہ معاشرتی' اقتصادی' سیاسی اور اخلاقی تعلیمات و کردار کو بہتر سے بہتر بنانے کے اُصول بتاتا ہے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سوال 3 قرآن مجید کے فضائل پر نوٹ تحریر کیجئے۔

جواب: **قرآن کریم کی عظمت وفضیلت:** قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری الہامی کتاب ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت اور بزرگی والی ہے اور ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ اس طرح اس کی کتاب بھی عظمت اور بلند شان والی ہے۔ ہر قسم کی غلطی تحریف اور تغیر سے پاک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۃ الحجر، آیت: ۹)

ترجمہ: بیشک یہ کتاب نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور یقیناً ہم اس کے نگہبان ہیں۔

اس کتاب میں بے پناہ تاثیر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور کریں۔ (الحشر: ۲۱)

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لئے فرمایا ہے:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ (صحیح بخاری، حدیث: ۵۰۲۷)

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مزید ارشاد فرمایا کہ

میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن پر عمل کرنے کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے ایک قرآن اور دوسری میری سنت ہے، جو دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ (مستدرک حاکم، حدیث: ۳۲۲)

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 لفظ "قرآن" کا مطلب لکھیں۔

جواب: لفظ قرآن کے لغوی معنی پڑھنا ہے۔ اور قرآن کے معنی پڑھی ہوئی کتاب بھی ہے۔ قرآن کریم کے اصطلاحی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) پر جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا اور مصاحف میں لکھا گیا۔

سوال 2 سورت اور آیت کا مطلب بیان کریں۔

جواب: **سورۃ:** سورۃ کم از کم تین آیات پر مشتمل ہوتی ہے اور ہر سورت کا ایک خاص مضمون و موضوع ہوتا ہے۔ جس کی ابتداء میں سورۃ توبہ کے علاوہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا گیا ہے۔ اس کو سورۃ کہا جاتا ہے۔

آیت: آیت کے لغوی معنی ہیں نشان یا علامت۔ اصطلاح میں آیت قرآن شریف کے ایک فقرہ کو کہتے ہیں اور فقرہ کے آخر میں O علامت ہوتی ہے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سوال 3: مکی اور مدنی سورتوں کا فرق تحریر کیجئے۔

جواب: <u>**مکی و مدنی سورتوں کا تعارف اور خصوصیات:**</u> قرآن مجید کی سورتوں کو نزول کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ آیات یا سورتیں جو ہجرت مدینہ سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی کہلاتی ہیں اور جو ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔ اس اعتبار سے مکی سورتوں کی تعداد ۸۶ اور مدنی سورتوں کی تعداد ۲۸ ہے۔

مندرجہ ذیل خصوصیات کی بناء پر مکی اور مدنی سورتوں کو پہچانا جاسکتا ہے:

(i) مکی سورتیں عموماً چھوٹی ہیں اور ان میں اکثر توحید و رسالت، آخرت کے مجمل احکام، دین و عبادت اور سابقہ امتوں کے واقعات اور انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے بیان کیے گئے ہیں، جبکہ مدنی سورتیں بڑی ہیں اور ان میں زیادہ تر شریعت کے تفصیلی احکام ہیں۔

(ii) مکی دور کی سورتوں اور آیات میں اہلِ ایمان کو ان کے فرائض بتائے گئے ہیں اور گمراہ لوگوں کو گزشتہ اقوام کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے، جبکہ مدنی سورتوں اور آیات میں تفصیلی احکام بتائے گئے ہیں۔ جیسے زکوٰۃ، حج، جہاد و قتال کے مسائل اور جرائم کی سزائیں وغیرہ بتائی گئی ہیں اور زندگی کے مختلف گوشوں سماجی، معاشی اور خاندانی نوعیت کے احکام سے متعلق بنیادی ہدایات دی گئی ہیں۔

(iii) مکی سورتوں میں مومنوں کے ساتھ زیادہ تر مشرکین کو خطاب کرکے سمجھایا گیا ہے، جبکہ مدنی سورتوں میں مسلمانوں کے ساتھ منافقین اور اہل کتاب کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

(iv) اکثر مکی سورتوں میں "یٰاَیُّهَا النَّاسُ" (اے لوگو) کے الفاظ سے اور مدنی سورتوں میں "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" (اے ایمان والو) کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

سوال 4: قرآن مجید کے مشہور نام تحریر کیجئے۔

جواب: <u>**قرآن مجید کے نام:**</u> قرآن مجید کا اصل نام یہی "القرآن" ہے لیکن علماء کرام نے اس کے علاوہ بھی بہت سارے نام شمار کیے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں ان میں سے چند مشہور نام یہ ہیں:

۱۔ **القرآن:** کلام پاک کا یہ اصلی اور ذاتی نام ہے۔

۲۔ **الفرقان:** حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔

۳۔ **الذکر:** نصیحت کرنے والی کتاب۔

۴۔ **الکتاب:** خاص کتاب یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید

۵۔ **الھدیٰ:** راہ دکھانے والی کتاب۔

۶۔ **النور:** روشنی والی کتاب۔

۷۔ **الحق:** ثابت شدہ کتاب۔

۸۔ **الشفاء:** یعنی جسمانی و روحانی بیماریاں ختم کرنے والی کتاب۔

۹۔ **التنزیل:** اتاری ہوئی کتاب۔

سوال 5: قرآن مجید کے فضائل کے متعلق کم از کم دو احادیث بیان کریں۔

جواب: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لئے فرمایا ہے:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (صحیح بخاری، حدیث: ۵۰۲۷)

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مزید ارشاد فرمایا کہ
میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن پر عمل کرنے کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک قرآن اور دوسری میری سنت ہے' جو دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر حاضر ہوں۔ (مستدرک حاکم حدیث:۳۲۱)

سوال 6 قرآن مجید کے حقوق و آداب بیان کیجیے۔

جواب: **قرآن مجید کے حقوق و آداب:** قرآن مجید ایک بابرکت کتاب ہے' اس کی شان عام کتابوں سے بڑھ کر ہے' اس لیے مسلمانوں پر اس کے حقوق و آداب عائد ہوتے ہیں' جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ مثلاً:

۱۔ قرآن مجید پر ایمان لانا'
۲۔ قرآن مجید کو باوضو پڑھنا اور غور سے سننا'
۳۔ قرآن مجید کو سمجھنا' قرآن مجید میں تدبر اور غور و فکر کرنا'
۴۔ قرآن مجید پر عمل کرنا'
۵۔ قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنا'
۶۔ قرآن مجید کے نظام کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر نافذ کرنا۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ قرآن کریم کے احکام پر زندگی گزارنے کی کوشش کریں' اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: جواب کے لئے صفحہ 5 پر "کثیر الانتخابی سوالات" 1 تا 4 ملاحظہ کیجئے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

باب اوّل ب قرآن مجید: منتخب آیات کا ترجمہ وتشریح

ب (ا) سورۃ البقرۃ ۱۷۷، سورۃ النساء ۱، ۲، ۴، ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت نمبر: ۱

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

لَیْسَ	الْبِرَّ	اَنْ	تُوَلُّوْا	وُجُوْهَكُمْ	قِبَلَ	الْمَشْرِقِ	وَالْمَغْرِبِ	وَلٰكِنَّ	الْبِرَّ	مَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْیَوْمِ	الْاٰخِرِ
نہیں	نیکی	یہ کہ	پھیروتم	منہ اپنے	طرف	مشرق	اور مغرب	اور لیکن	نیکی	جو	ایمان لایا	ساتھ اللہ	اور دن	آخرت

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روزآخر پر

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ

وَالْمَلٰٓئِكَةِ	وَالْكِتٰبِ	وَالنَّبِیّٖنَ	وَاٰتَى	الْمَالَ	عَلٰی	حُبِّهٖ	ذَوِی	الْقُرْبٰی	وَالْیَتٰمٰی	وَالْمَسٰكِیْنَ	وَابْنَ السَّبِیْلِ
اور فرشتوں	اور کتاب	اور پیغمبروں	دیا	مال	اوپر۔پر	اس کی محبت	والوں	قرابت	اور یتیموں	اور مساکین	اور مسافروں

اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں

وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی

وَالسَّآئِلِیْنَ	وَفِی	الرِّقَابِ	وَاَقَامَ	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَى	الزَّكٰوةَ	وَالْمُوْفُوْنَ	بِعَهْدِهِمْ	اِذَا	عٰهَدُوْا	وَالصّٰبِرِیْنَ	فِی
سوال کرنیوالوں	میں	گردنوں کے	قائم کرے	نماز	اور دے	زکوٰۃ	پورا کرنے والے	اپنے عہد کو	جب	عہد کریں	صبر کرنے والے	میں

اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں اور سختی

الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

الْبَاْسَآءِ	وَالضَّرَّآءِ	وَحِیْنَ	الْبَاْسِ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِیْنَ	صَدَقُوْا	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُتَّقُوْنَ
فقر	تکلیف	اور وقت	لڑائی/جنگ	یہ لوگ ہیں	جنہوں	سچ بولا	یہ لوگ	وہ	پرہیزگار

اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہیں۔یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۷۷)

درسی کتاب کے الفاظ ومعنی

اَلْبِرَّ: نیکی	الرِّقَابِ: گردنیں	الْمُوْفُوْنَ: پورا کرنے والے
اَلْبَاْسَآءِ: تکلیف	الضَّرَّآءِ: تکلیف	وَحِیْنَ الْبَاْسِ: جنگ کے وقت

اَلْبِرَّ: بِر کے معنی نیکی اور اس سے مراد اچھے اور پسندیدہ کاموں کو بجالانا ہے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

تشریح: اس آیت میں دین اسلام کی اصل روح ایمان اور نیکی کو بیان کیا گیا ہے۔اس آیت کا تعلق تحویل قبلہ کے واقعہ سے ہے جب حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے 16۔17 ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شروع کی' تو یہود اعتراض کرنے لگے کہ یہ کیسا دین ہے کہ کبھی مغرب اور کبھی مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیات میں سے یہ ایک اہم اور جامع آیت ہے' جس میں ایمانیات' معاملات' جانی و مالی عبادات اور نیک اعمال کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے' جس کا مقصد ہے کہ نیکی محض ظاہری اعمال کرنے اور رسومات کے بجالانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ نیکی کے اصل کام تو یہ ہیں' دین کے بنیادی عقائد پر ایمان لانا' معاشرے میں ضرورتمندوں کے کام آنا' اللہ تعالیٰ کے فرائض سرانجام دینا' معاملہ داری میں سیدھا ہونا اور دین پر ثابت قدم رہنا وغیرہ نیکی کے کام ہیں۔ جو بھی یہ نیکی کے کام سرانجام دے گا تو وہ ایک نیکوکار' با اخلاق' سچا اور پرہیزگار کہلائے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ درست عقائد اپنائیں اور ہمہ وقت اعمال صالحہ اور نیکی کو بجالانے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور جائے۔

یہ آیت قرآن پاک کی جامع ترین آیت ہے کیونکہ اس ایک آیت میں کئی ایک مسائل آگئے ہیں دینی مسائل کا زیادہ تر تعلق اصلاح عقیدہ اخلاق یا تہذیب نفس سے ہے اور یہ سارے مسائل اس آیت میں موجود ہیں گویا یہ آیت تمام مسائل دینیہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

آیت نمبر: ۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

يٰۤاَيُّهَا	النَّاسُ	اتَّقُوْا	رَبَّكُمُ	الَّذِيْ	خَلَقَكُمْ	مِّنْ	نَّفْسٍ	وَّاحِدَةٍ	وَّخَلَقَ	مِنْهَا	زَوْجَهَا	وَبَثَّ	مِنْهُمَا
اے	لوگو	ڈرو	پروردگار اپنے	جس نے	پیدا کیا تم	سے	جان	ایک	پیدا کیا	سے اس	جوڑا اس کا	پھیلائے	سے ان دونوں

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا یعنی اول اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

رِجَالًا	كَثِيْرًا	وَّنِسَآءً	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	الَّذِيْ	تَسَآءَلُوْنَ	بِهٖ	وَالْاَرْحَامَ	اِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	عَلَيْكُمْ	رَقِيْبًا
مرد	بہت	اور عورتیں	ڈرو	اللہ	جس	مانگتے ہو آپس میں	ساتھ اسکے	قرابت	بے شک	اللہ	ہے	اوپر تمہارے	نگہبان

کثرت سے مرد و عورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے ضروریات پوری کرنے کا مطالبہ کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(سورۃ النساء' آیت: ۱)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی		
بَثَّ: پھیلایا	نِسَآءً: عورتیں	تَسَآءَلُوْنَ: ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔
اَلْاَرْحَامَ: رشتہ داریاں	رَقِيْبًا: نگہبان	

اَلْاَرْحَامَ: ارحام' رحم کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نسبی' قریب کے رشتے' ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

وَالْاَرْحَامَ سے رشتہ کی قرابت داری مراد ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

صلہ رحمی یہ نہیں کہ جب دوسرا جوڑے تو آپ اس سے جوڑیں بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جب دوسرا توڑے تو آپ اس کے ساتھ قرابت داری جوڑے رکھیں۔

(صحیح البخاری' حدیث: ۵۹۹۱)

تشریح: اس آیت میں ۱-ایک خالق' ۲-حدیث انسانیت' ۳-صلہ رحمی کی اہمیت' ۴-رشتہ داروں کے حقوق' ۵-قطع رحمی کی وعید کو بیان کیا گیا ہے۔ ''اے انسانو'' کے لفظ

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

سے اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو خطاب فرمایا ہے کہ: تم سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ تم جو بھی مرد و عورت' چھوٹے بڑے' اچھے برے' دانا و نادان مسلمان یا کوئی بھی ہو! تمہیں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے اور اس کی سزا سے ڈر کر نافرمانیوں سے بچنا چاہیے۔ اس خطاب سے یہ بات بھی ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ تمام انسان اصل میں ایک ہیں کہ سب مٹی سے پیدا ہوئے ہیں' پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر بنی نوع انسان کو حضرت آدم وحوا سے پیدا کیا۔ اس لیے ہم سب کو آپس میں برادرانہ تعلق اور محبت والا سلوک رکھنا چاہیے' رشتہ داروں سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور صلہ رحمی پر ہمیشگی اختیار کرنی چاہیے اور رشتے ناطے توڑنے اور حق تلفی سے گریز کرنا چاہیے اور ہم سب کو ایک ہو کر رہنا چاہیے۔

آیت کے آخر میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ تمہارے احوال و اعمال سے واقف ہے، اس سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے، اس لیے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی اس طرح گزارے کہ اس کے دل و دماغ میں یہ بات ثبت ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میرے تمام اعمال اس کی نگاہ میں ہیں۔

آیت نمبر: ۲

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ

وَاٰتُوا	الْيَتٰمٰٓى	اَمْوَالَهُمْ	وَلَا	تَتَبَدَّلُوا	الْخَبِيْثَ	بِالطَّيِّبِ	وَلَا	تَاْكُلُوْٓا	اَمْوَالَهُمْ	اِلٰٓى	اَمْوَالِكُمْ
اور دو	یتیموں	مال انکے	مت	بدل ڈالو	ناپاک	بدلے پاک	اور مت	کھاؤ	مال ان کے	کی طرف	اپنے مالوں

اور یتیموں کا مال جو تمہاری تحویل میں ہو ان کے حوالے کر دو اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ مال کو اپنے ناقص اور برے مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ②

اِنَّهٗ	كَانَ	حُوْبًا	كَبِيْرًا
بیشک وہ	ہے	گناہ	بڑا

کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔

(سورۃ النساء، آیت: ۲)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی	
لَا تَتَبَدَّلُوا: تبدیل نہ کرو	الْخَبِيْثَ: خراب چیز
الطَّيِّبِ: اچھی چیز	حُوْبًا: گناہ

تشریح: یتیم اپنی بے سروسامانی اور مجبوری اور بے چارگی کے باعث رعایت وحفاظت اور شفقت کا نہایت محتاج ہوتا ہے۔ اس لیے اس آیت میں سب سے مقدم یتیموں کے احکام کو بیان فرمایا جاتا ہے۔ اس آیت میں یتیموں کے سرپرستوں سے خطاب ہے جس میں یتیموں کے حقوق اور ان کے مال کی حفاظت کے متعلق حکم بیان کیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث میں (۱) یتیم بچوں کی دیکھ بھال کرنے' (۲) ان کے ساتھ اچھے سلوک کرنے (۳) اور ان کے مال وملکیت کی حفاظت کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات دی گئی ہیں' یہاں ان لوگوں کو حکم ہے جو یتیم بچوں کے سرپرست ونگران ہیں' کہ ورثہ کے طور پر یتیم بچوں کو جو مال ملا ہے وہ ان کے جوان ہوتے ہی ان کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ ان کی ملکیت تمہارے پاس امانت ہے اس لیے نہ ان کی کوئی بھی چیز اٹھا کر اپنی ردی مال سے بدل دیں اور نہ ہی کھانے پینے اور استعمال کرنے کے دوران بے جا اور فضول خرچی کر کے ان کا مال ہڑپ کر لیں۔ کسی کی بھی حق تلفی سے پرہیز کریں کیونکہ اس طرح کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت بڑا گناہ اور ناانصافی کی بات ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم روزمرہ کی زندگی میں حق داروں کا پورا حق ادا کریں اور یتامیٰ کے مال کی حفاظت کریں اور ان کے عاقل وبالغ ہونے کے بعد ان کو ورثہ میں ملا ہوا مال ان کے حوالہ کریں۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ (رض) سے مروی ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ سات گناہ بہت سخت ہیں جو آدمی کو ہلاک کر کے

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

چھوڑتے ہیں۔(1) یتیم کا مال کھا جانا۔(2) شرک کرنا۔(3) جادو کرنا۔(4) کسی کو ناحق قتل کرنا۔(5) جہاد سے بھاگنا۔(6) پاکدامن عورت پر تہمت لگانا۔
(7) سود کھانا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام گناہوں سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائیں۔ آمین

آیت نمبر: ۴

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ④

وَاٰتُوا	النِّسَآءَ	صَدُقٰتِهِنَّ	نِحْلَةً	فَاِنْ	طِبْنَ	لَكُمْ	عَنْ	شَیْءٍ	مِّنْهُ	نَفْسًا	فَكُلُوْهُ	هَنِیْٓــًٔا	مَّرِیْٓــًٔا
اور دو	عورتوں	مہران کے	خوشی سے	پس اگر	خوشی سے دیں	واسطے تمہارے	سے	چیز	اس میں سے	خود	پس کھاؤ	خوشی سے	مزے سے

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے مزے سے کھالو۔

(سورۃ النساء، آیت: ۴)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی

صَدُقٰتِهِنَّ : ان (عورتوں) کے مہر	مَّرِیْٓــًٔا : مزہ
هَنِیْٓــًٔا : خوشگواری	طِبْنَ : وہ (عورتیں) خوش ہوئیں

مہر وہ مال ہے جو عقد نکاح کے سبب بیوی کا حق بنتا ہے جو شوہر کے ذمہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بیوی کو ادا کرے۔

تشریح: اس آیت میں عورتوں کے ایک خاص حق یعنی مہر کی ادائیگی کی تاکید بیان کی گئی ہے۔ حق مہر کبھی بھی معاف نہیں ہوتا۔ بہتر یہ ہے کہ مہر فوری ادا کیا جائے۔ یہ شوہر کی طرف سے ایک تحفہ احترام ہے، جو پیسوں کی صورت میں یا کسی بھی ایسی چیز کی شکل میں ہو جو قیمت رکھتی ہو۔ اسلام نے مہر کو عورت کی ملکیت قرار دیا ہے جس کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرسکتی ہے، شوہر کو اس سے باز پرس کا کوئی حق نہیں ہے۔

مہر اگر وقت پر ادا کیا جائے تو "مُعَجَّل" اور تاخیر سے دیا جائے تو "مُؤَجَّل" کہلاتا ہے۔ مہر مقرر نہ کرنے کی صورت میں "مہر مثل" لازم ہوتا ہے (یعنی ان کے خاندان کی عورتوں پھوپھی اور بہن وغیرہ کو جو مہر ملا ہے)، اگر زندگی بھر شوہر نے مہر ادا نہ کیا تو اس کے اوپر قرض رہے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی ملکیت سے بیوی کو دلایا جائے گا۔

اس آیت میں ۱- اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے اس خاص حق کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ: بیویوں کو ان کا حق مہر خوشی خوشی اور رغبت کے ساتھ خود ادا کردو۔ تاکہ تمہاری آپس میں بنی رہے، زبردستی معاف کرانا، ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا یا نہ دینے کا ارادہ کرنا گناہ ہے۔ ۲- ہاں اگر بیوی خوش دلی سے مہر کا کچھ حصہ یا پورا مہر چھوڑ دے تو پھر شوہر پر کوئی حرج نہیں اور وہ اس کو اپنی مرضی سے استعمال میں لاسکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ خواتین کے حقوق ادا کریں بالخصوص "مہر" کو تو ہر حال میں ادا کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو قرآنی احکام کے مطابق اپنی زندگی گزارنے اور ہر طرح کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خصوصاً عورتوں کے حقوق میں کوتاہی سے ہم کو بچائیں۔ یا اللہ شریعت مطہرہ نے جو حقوق بیویوں کے شوہروں پر اور جو حقوق شوہروں کے بیویوں پر مقرر فرمائے ہیں ہم کو اخلاص کے ساتھ ان کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ عورتوں کے مہر کے معاملہ میں جو حقوق آپ نے عائد کئے ہیں اس میں کوتاہی سے ہمیں بچائیے۔ یا اللہ مسلمانوں میں جو ناجائز رسوم خلاف شرع آگئی ہیں ان سے ہمیں بچائیے اور موت و حیات کے ہر معاملہ میں شریعت اسلامیہ کی پابندی اور اتباع نصیب فرما۔ آمین۔

آیت نمبر: ۵

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ

لَا	تُؤْتُوا	السُّفَهَآءَ	اَمْوَالَكُمُ	الَّتِیْ	جَعَلَ	اللّٰهُ	لَكُمْ	قِیٰمًا	وَّارْزُقُوْهُمْ	فِیْهَا	وَاكْسُوْهُمْ
مت	تم دو	بیوقوفوں	ان کا مال	جو	کی ہے	اللہ	واسطے تمہارے	قائم رہنے کا سبب	کھلاؤ ان کو	سے اس	پہناؤ ان کو

اور کم عقلوں کو ان کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لیے سبب معیشت بنایا ہے مت دو ہاں اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝

مَّعْرُوْفًا	قَوْلًا	لَهُمْ	وَقُوْلُوْا
اچھی	بات	واسطے ان کے	کہو

اوران سے معقول بات کہتے رہو۔

(سورۃ النساء،آیت:۵)

درسی کتاب کے الفاظ ومعنی		
وَلَا تُؤْتُوا : حوالے نہ کرو	السُّفَهَآءَ : ناسمجھ	اكْسُوْهُمْ : تم انہیں پہناؤ

تشریح: اس آیت میں یتیموں اور ناسمجھ اور معذور افراد کے ساتھ حسن سلوک اوران کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اور یتیم بچوں کے کفیل کو درج ذیل ہدایات دی گئی ہیں کہ:

- اگر یتیم بچے جوان ہوچکے ہیں مگر مال کی حفاظت کا طریقہ نہیں جانتے ہوں اور استعمال کی صلاحیت نہیں رکھتے ہوں تو اپنی سادگی یا کم عقلی کی وجہ سے مال کا نقصان کردیں گے تو ان کو یہ مال ملکیت حوالہ نہ کرو جو تم سب کے گزر بسر اور قیام وبقا کا ذریعہ ہے۔کیونکہ مال انسان کا ذریعہ معاش ہے تھوڑی سی غفلت بھی مال اور صاحب مال کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔
- یہ ملکیت ان کے حوالہ کرنے کی بجائے ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کرتے رہو کھانے پینے پہننے اوڑھنے تعلیم وتربیت پر ان کا مال خرچ کرکے ان کو فائدہ دو کیونکہ وہ بھی معاشرہ کا حصہ ہیں۔
- اگر وہ اپنی ملکیت کا مطالبہ کریں تو ان سے اچھی بات کہو کہ یہ ملکیت تمہاری ہی تو ہے ہم تو بس نگران وسرپرست ہیں۔آپ جب اس کے سنبھالنے کے قابل ہوجاؤ تو تمہارا مال تمہیں سونپ دیا جائے گا۔

آیت میں سفہاء سے مراد کون لوگ ہیں،اس بارے میں علماء کی تین رائیں ہیں:

(1) پہلی رائے یہ ہے کہ ان سے مراد کم عقل اور نابالغ ایتام ہیں۔ان کے کفیل کو مال ان کے حوالے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔اس لیے کہ وہ اپنی ناسمجھی اور کم عقلی کی وجہ سے اسے ضائع کردیں گے۔اور مال کی نسبت کفیل کی طرف اس لیے کی گئی ہے،تاکہ انہیں احساس دلایا جائے کہ ان کے رشتہ دار یتیموں کا مال انہی کا مال ہے،اور اس کی حفاظت ان پر اپنے مال کی حفاظت کی طرح واجب ہے۔

(2) دوسری رائے یہ ہے کہ ان سے مراد عورتوں اور بچے ہیں،اللہ تعالیٰ نے اپنا مال اپنی عورتوں اور بچوں کو دینے سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنا مال انہیں دے کر خود ان کا محتاج بن جائے اور ان کا منہ تکتا رہے،اور ان کے لیے سفہاء کا لفظ اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے،یہ اشارہ ہے اس طرف کہ وہ اپنی کم عقلی کی وجہ سے مال کی حفاظت نہیں کرپائیں گے،بلکہ ضائع کردیں گے۔

(3) تیسری رائے یہ ہے کہ ان سے مراد ہر وہ آدمی ہے جس کے پاس مال کی حفاظت کے لیے کافی عقل نہ ہو۔اس رائے کے مطابق آیت کا حکم عورتوں،بچوں،یتیموں اور ان تمام لوگوں کو شامل ہوگا جو کم عقل اور نادان ہوں گے

حافظ ابن کثیر (رح) نے لکھا ہے کہ نادانوں پر مالی معاملات کرنے کی پابندی لگانا اسی آیت سے ماخوذ ہے،یہ پابندی کئی اسباب سے لگتی ہے،کبھی کم سنی کی وجہ سے،کبھی جنون کی وجہ سے،کبھی کم عقلی یا بے دینی کی وجہ سے،جس کے زیر اثر آدمی مال کو ضائع کرے،اور کبھی مفلس آدمی پر پابندی لگادی جاتی ہے،تاکہ اس کا مال بیچ کر اس کے قرضداروں کا قرض ادا کیا جائے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا کا تعلق ہے:
(الف) ایمانیات سے (ب) معاملات سے (ج) مالی عبادات سے (د) جانی عبادات سے

02 یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ سے مخاطب کیا گیا ہے:
(الف) فرشتوں کو (ب) انسانوں کو (ج) حیوانوں کو (د) جنوں کو

03 اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ کے معنی ہیں:
(الف) نیکی سخاوت کا نام ہے (ب) نیکی بردباری کا نام ہے (ج) نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے (د) نیکی ایثار کا نام ہے

04 حضور اکرم ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھی:
(الف) 6-7 ماہ (ب) 16-17 ماہ (ج) تین سال (د) تین سال پانچ ماہ

05 الرِّقَاب کے معنی ہیں:
(الف) نیکی (ب) تکلیف (ج) مصیبت (د) گردنیں

06 حِیْنَ الْبَاْسِ کا مطلب ہے:
(الف) جنگ کے وقت (ب) تکلیف (ج) مصیبت (د) پورا کرنے والے

07 اَلْاَرْحَام کے معنی ہیں:
(الف) عورتیں (ب) نگہبان (ج) قریبی رشتہ دار (د) دوست

08 نسبی اور قریبی رشتہ داروں سے کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنے کو کہا جاتا ہے:
(الف) قطع رحمی (ب) صلہ رحمی (ج) اَلْاَرْحَام (د) تعلقات

09 انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے:
(الف) روشنی سے (ب) آگ سے (ج) پانی سے (د) مٹی سے

10 انسانوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا:
(الف) حضرت آدم علیہ السلام (ب) حضرت نوح علیہ السلام (ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

11 صَدُقٰتِهِنَّ کے معنی ہیں:
(الف) عورتیں (ب) رشتہ دار (ج) عورتوں کے مہر (د) خوشگواری

12 وہ مال جو عقدِ نکاح کے سبب بیوی کا حق بنتا ہے جو شوہر کے ذمہ ضروری ہوتا ہے کہ بیوی کو ادا کرے:
(الف) صدقہ (ب) خیرات (ج) صدقۂ فطر (د) مہر

13 وقت پر ادا کرنے والے مہر کو کہا جاتا ہے:
(الف) مُعَجَّل (ب) مُؤَجَّل (ج) مہرِ مثل (د) مہر ثانی

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

14 تاخیر سے ادا کیے گئے مہر کو کہا جاتا ہے:

(الف) مُعَجَّل (ب) مُؤَجَّل (ج) مہرِ مثل (د) مہرِ ثانی

15 مہر مقرر نہ کرنے کی صورت میں لازم ہوتا ہے:

(الف) مُعَجَّل (ب) مُؤَجَّل (ج) مہرِ مثل (د) مہرِ ثانی

16 السُّفَهَآءَ کے معنی ہیں:

(الف) عورتیں (ب) گناہ (ج) ناسمجھ۔ کم عقل (د) ہوشیار۔ چالاک

جوابات

1. (ب)	3. (ج)	5. (د)	7. (ج)	9. (د)	11. (ج)	13. (الف)	15. (ج)
2. (ب)	4. (ب)	6. (الف)	8. (ب)	10. (الف)	12. (د)	14. (ب)	16. (ج)

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

سوال 1 مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں۔

- وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۝

جواب: صفحہ 15 پر آیت نمبر 3 کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔

- وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا۝

جواب: صفحہ 16 پر آیت نمبر 4 کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔

سوال 2 آیت لَیْسَ الْبِرَّ کی روشنی میں۔ اَلْبِرَّ کے نکات تحریر کریں۔

جواب: صفحہ 13 پر آیت نمبر 1 کی تشریح ملاحظہ کیجیے۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی تحریر کریں۔

اَلْبَأْسَآءِ	بَثَّ	حُوْبًا	نِحْلَةً	السُّفَهَآءَ

جواب: اَلْبَأْسَآءِ: تکلیف بَثَّ: پھیلایا حُوْبًا: گناہ نِحْلَةً: خوش دلی سے السُّفَهَآءَ: ناسمجھ

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

سوال آیت لَیْسَ الْبِرَّ میں صبر کے مواقع بیان کریں۔

جواب: آیت لَیْسَ الْبِرَّ میں صبر کے جو مواقع بیان کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

(1) "اَلْبَاْسَاءِ" جس سے مراد فقر، بھوک، تنگ دستی، "یعنی مالی تکلیف

(2) وَالضَّرَّاءِ" سے مراد تکلیف، خصوصاً بیماری یعنی جسمانی تکلیف

(3) اور "اَلْبَأْسِ" سے مراد جنگ اور جہاد ہے۔

ان تینوں حالتوں میں صبر نہایت مشکل ہوتا ہے، اس لیے ان کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔

سوال 2 صلہ رحمی کا مطلب کیا ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: خونی، نسبی، قریب کے رشتے، ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: صلہ رحمی یہ نہیں کہ جب دوسرا جوڑے تو آپ اس سے جوڑیں بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جب دوسرا توڑے تو آپ اس کے ساتھ قرابت داری جوڑے رکھیں۔

(صحیح البخاری، حدیث: ۵۹۹۱)

سوال 3 یتامیٰ کے اموال کے متعلق سرپرستوں کو کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

جواب: پچھلے صفحات پر آیت نمبر 3 کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: جواب کے لئے صفحہ 18 پر "کثیر الانتخابی سوالات" میں سوال نمبر 1 تا 3 ملاحظہ کیجئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ب (۲) سورۃالنساء ۶ تا ۱۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر: ۶

وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ‌ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ‌ ۚ

ابۡتَلُوا	الۡيَتٰمٰى	حَتّٰٓى	اِذَا	بَلَغُوا	النِّكَاحَ	فَاِنۡ	اٰنَسۡتُمۡ	مِّنۡهُمۡ	رُشۡدًا	فَادۡفَعُوۡۤا	اِلَيۡهِمۡ	اَمۡوَالَهُمۡ
آزمایا کرو	یتیموں	یہاں تک کہ	جب	پہنچیں	نکاح	پس اگر	پاؤتم	ان میں سے	سمجھ بوجھ	پس حوالے کرو	طرف انکے	ان کے مال

اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو اور جانچتے رہو پھر بالغ ہونے پر اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کردو۔

وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا‌ ؕ وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ‌ ۚ وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا

لَا	تَاۡكُلُوۡهَاۤ	اِسۡرَافًا	بِدَارًا	اَنۡ	يَّكۡبَرُوۡا	مَنۡ	كَانَ	غَنِيًّا	فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ	مَنۡ	كَانَ	فَقِيۡرًا
مت	کھاؤ ان کو	زیادتی	جلدی	اس سے کہ	بڑے ہوجائیں	جوکوئی	ہو	بے احتیاج	پس چاہیے کہ بچے	جوکوئی	ہو	محتاج

اوراس خوف سے کہ وہ بڑے ہوجائیں گے۔یعنی بڑے ہوکرتم سے اپنامال واپس لے لیں گےاس کوفضول خرچی اورجلدی میں نہ اڑادینا۔اور جوشخص آسودہ حال ہواس کوایسے مال سے قطعی طور پر پرہیز رکھنا چاہیےاور جوضرورت مند ہو

فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۞۶

فَلۡيَاۡكُلۡ	بِالۡمَعۡرُوۡفِ	فَاِذَا	دَفَعۡتُمۡ	اِلَيۡهِمۡ	اَمۡوَالَهُمۡ	فَاَشۡهِدُوۡا	عَلَيۡهِمۡ	كَفٰى	بِاللّٰهِ	حَسِيۡبًا
پس کھائے	انصاف کے ساتھ	پس جب	حوالے کرو	طرف انکے	مال انکے	توگواہ بنالو	ان پر	کافی ہے	اللہ	حساب لینے والا

وہ مناسب طور پر یعنی بقدر خدمت کچھ لے لے۔اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کرلیا کرو اور حقیقت میں تو اللہ ہی گواہ اور حساب لینے والا کافی ہے۔

(سورۃالنساء آیت:۶)

درسی کتاب کے الفاظ ومعنی

ابۡتَلُوا : تم جانچتے رہو	بَلَغُوا : وہ پہنچے	اٰنَسۡتُمۡ : تم محسوس کرو	رُشۡدًا : سمجھ بوجھ
اِسۡرَافًا : بے جا/فضول خرچی	بِدَارًا : خوف سے	فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ : اسے بچنا چاہیے	حَسِيۡبًا : حساب کرنے والا

بلوغ: بلوغ سے مراد ہے نکاح کی عمر کو پہنچ جانا۔ **رشد:** رشد سے مراد مالی انتظام کاروبار کی سمجھ بوجھ رکھنا۔

تشریح: اس آیت میں نابالغ اور یتامیٰ کے اموال کو واپسی کے وقت شرائط کا ذکر ہے اوران کے اموال کو بے دریغ خرچ کرنے سے ممانعت بیان کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ جب ان میں بلوغ ورشد پایا جائے تو ملکیت ان کے حوالے کردیں۔دولت کو سنبھالنے' اس کو جائز تجارت میں لگانے اور نفع ونقصان میں فرق سمجھنے جیسے معاملات سے متعلق ان بچوں کی قابلیت اور صلاحیت کی آزمائش کی جائے' اگر وہ اس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ یہ چیزیں سمجھنے لگے ہیں تو ملکیت ان کے حوالے کردو۔اور ملکیت حوالے کرنے کے وقت گواہ مقرر کردیے جائیں تاکہ بعد میں کسی پر کوئی الزام عائد نہ ہو غلط فہمی بھی ختم ہوجائے گی اور آئندہ کسی جھگڑے کا خدشہ بھی نہیں رہے گا۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک مال منتقل نہیں ہوا ہو بلکہ مال کفیل کے پاس ہے اور وہ خود دولت مند ہے تو یتیم بچوں کے مال میں سے کچھ استعمال کرنے کی اس کو اجازت نہیں' باقی جو یہ ان کی دیکھ بھال کرتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا اجر دے گا' البتہ کفیل خود غریب اور محتاج ہے تو اس کو منصفانہ طریقے سے بقدر ضرورت دستور کے اس مال میں سے لینے کی اجازت ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے کفیلوں کو ہدایت کردی ہے کہ اس خیال سے کہ بچے بڑے ہو جائیں گے اور اپنے مال کا تقاضا کریں گے' تو جلدی جلدی اور بے جا استعمال میں ان کے مال کو ختم کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں ہے بلکہ یہ ظلم ہوگا۔

یہاں ایک نکتہ قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ اَمْوَالَهُمْ نہیں فرمایا بلکہ اَمْوَالَكُمْ فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یتیموں کے مالوں کو خورد برد کرنے اور اپنے اوپر خرچ کرنے کے بارے میں تو ان کے مال کو اپنا مال نہ سمجھو لیکن حفاظت سے رکھنے کے بارے میں ایسا سمجھو جیسے تمہارا ہی مال ہے ان کے مال کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرو، اور اس طرف بھی اشارہ نکلتا ہے کہ تم میں سے جو کوئی شخص کسی یتیم کو مال ہبہ کرے تو اس مال کو بھی حفاظت سے رکھے اور ان کو اس وقت تک حوالہ نہ کرے جب تک کہ ان میں بالغ ہونے کے بعد ہوشمندی اور سمجھداری نہ دیکھ لے۔

آیت نمبر: ۷

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

لِلرِّجَالِ	نَصِيبٌ	مِّمَّا	تَرَكَ	الْوَالِدٰنِ	الْأَقْرَبُونَ	لِلنِّسَآءِ	نَصِيبٌ	مِّمَّا	تَرَكَ	الْوَالِدٰنِ
مردوں کے لیے	حصہ ہے	اس میں سے	چھوڑ گئے	ماں باپ	رشتہ دار	عورتوں کے لئے	حصہ ہے	اس میں سے	چھوڑ گئے	ماں باپ

جو مال ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ کر مریں' تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔

وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿٧﴾

الْأَقْرَبُونَ	مِمَّا	قَلَّ	مِنْهُ	أَوْ	كَثُرَ	نَصِيبًا	مَّفْرُوضًا
رشتہ دار	اس میں سے	تھوڑا ہو	اس سے	یا	بہت ہو	حصہ ہے	مقرر کیا ہوا

یہ حصے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔

(سورۃ النساء، آیت: ۷)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی

نَصِيبٌ: مقرر حصہ	تَرَكَ: اس نے چھوڑا	مَّفْرُوضًا: لازم مقرر کیا ہوا

تشریح: اس آیت میں والدین اور دیگر اقرباء کے چھوڑ ہوئے اموال میں حق میراث کو بیان کیا گیا ہے۔اسلام سے پہلے عام طور پر عرب کے دستور کے مطابق' لڑکیوں اور نابالغ اولاد کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا' اسلام نے یہ اصول و ضابطہ قائم کر دیا ہے کہ حق دار ہونے کے ناطے مرد اور عورتیں دونوں برابر ہیں۔اس آیت میں مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت کی گئی ہے:

- مرحوم کی چھوڑی ہوئی تمام ملکیت/دولت (منقولہ و غیر منقولہ)' جائیداد/اراضی وغیرہ میراث شمار ہوگی۔
- مردوں کے ساتھ بچے اور عورتیں بھی اپنے حصہ کے مطابق میراث حاصل کریں گے۔
- میراث تھوڑی ہو یا زیادہ' اس میں سب شریک ہوں گے۔
- وارثوں میں سے ہر ایک کے لیے اس کا حصہ مقرر ہے جس کا دینا ضروری ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔

سو اس آیت سے واضح فرما دیا گیا کہ میراث کی بنیاد اور اس کا استحقاق قرابت و رشتہ داری پر ہے، نہ کہ کسی اور امر پر، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا کہ وہ عورتوں اور بچوں کو میراث میں حصہ نہیں دیتے تھے، سو ارشاد فرمایا گیا کہ ان کو ان کا حق دو مقرر کردہ حصے اور فریضے کے طور پر۔یعنی اس کا دینا اور ادا کرنا ضروری ہے، کہ یہ ان کا حق اور مقرر کردہ حصہ ہے، سو جس کا جو اور جتنا حصہ قاعدہ اور قانون کے مطابق بنتا ہو وہ اس کو دے دیا جائے، اس میں کسی طرح کی کوئی کمی بیشی نہ کی جائے کہ یہ

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اس کا حق ہے جو اللہ کی طرف سے اس کو ملا ہے۔

بہر حال اس آیت میں مسلمانوں کو یتیموں اور عورتوں وغیرہ کے حقوق کی حفاظت فرما کر ان کی حق تلفی سے روک دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اسلام کے قانون وراثت پر اپنی معاشرتی زندگی میں عمل کریں اور ورثا کا جتنا بھی حصہ بنتا ہو بہ رضا خوشی دیں اور حق تلفی سے بچتے رہیں تا کہ سعادت دارین حاصل ہو۔

آیت نمبر: ۸

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸

وَاِذَا	حَضَرَ	الْقِسْمَةَ	اُولُوا الْقُرْبٰى	الْيَتٰمٰى	الْمَسٰكِيْنُ	فَارْزُقُوْهُمْ	مِّنْهُ	قُوْلُوْا	لَهُمْ	قَوْلًا	مَّعْرُوْفًا
اور جب	حاضر ہوں	بانٹنے میں	رشتہ دار	یتیم	مسکین	پس دو	اس میں سے	کہو	ان کو	بات	اچھی

اور جب میراث کی تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار اور یتیم اور نادار لوگ آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دو۔ اور ان سے شیریں کلامی سے پیش آیا کرو۔

(سورۃ النساء، آیت:۸)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی		
الْقِسْمَةَ: تقسیم (کے وقت)	اُولُوا الْقُرْبٰى: قریبی رشتہ دار	فَارْزُقُوْهُمْ : ان کو کھلاؤ/ ان کو دے دو

تشریح: شریعت میں ورثاء اور ان کے حصے متعین کیے گئے ہیں جس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ اس آیت میں ورثاء کے درمیان میراث کی تقسیم کے وقت غریب رشتہ داروں سے حسن سلوک کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ آداب بتلائے ہیں اور اخلاقی ہدایات دی ہیں کہ جب کسی مرحوم کا مال و دولت میراث کے طور پر تقسیم کیا جا رہا ہو تو بعض دفعہ وہاں پر برادری اور کنبہ کے ایسے لوگ بھی جمع ہو جاتے ہیں جن کو اس ملکیت میں سے کوئی شرعی حق نہیں ملنے والا مثلاً ' دور کے رشتہ دار' یتیم' مساکین' غریب' محتاج اور سائل وغیرہ تو قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اس میں سے ان لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ دے کر مدد کی جائے۔ یعنی وارثوں کو چاہیے کہ متروکہ مال میں سے کچھ حصہ بطور صدقہ و خیرات ان رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں کو بھی دیں جو خاندان میں موجود ہوں اور تقسیم کے وقت موقع پر پہنچ جائیں اور اگر وہ لوگ زیادہ حرص کریں تو "ان سے اچھی بات کہو۔" یعنی معذرت کرو کہ یہ وارثوں کا مال ہے، تمہارا حق نہیں ہے۔

اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان لوگوں کو مجموعی مال سے یہ تبرع اور خیرات نہیں دی جائے گی بلکہ وارثوں میں سے جو بالغ اپنا اپنا حصہ لے چکے ہیں وہ یہ ادائیگی کریں گے کیونکہ نابالغ بچوں اور غائبین ورثاء کے مال سے ان کی اجازت کے بغیر ادائیگی کرنا جائز نہ ہوگا۔ ساتھ ہی ورثاء کو غیر وارث لوگوں کے ساتھ برتاؤ کے متعلق اخلاق کی تلقین کی گئی ہے کہ اگر ان غیر حقداروں کو دینا نہیں چاہتے تو ایسا نہ ہو کہ بخل اور غصہ میں ان کو برا بھلا کہنے لگ جاؤ کہ تمہارا کچھ نہیں ہے' یہ ہماری اپنی ملکیت ہے' بلکہ ان لوگوں کو خوش دلی اور نرمی سے معقول بات کہہ کر رخصت کرو اور ان کو جھڑکنا اور ان کی دل شکنی کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

آیت نمبر: ۹

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ

وَلْيَخْشَ	الَّذِيْنَ	لَوْ	تَرَكُوْا	مِنْ	خَلْفِهِمْ	ذُرِّيَّةً	ضِعٰفًا	خَافُوْا	عَلَيْهِمْ	فَلْيَتَّقُوا	اللّٰهَ
چاہیے کہ ڈریں	وہ لوگ	اگر	چھوڑ جائیں	سے	اپنے پیچھے	اولاد	ناتوان	ڈریں	ان پر سارے میں	پس ڈریں	اللہ سے

اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو ایسی حالت میں ہوں کہ اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو ان کی نسبت خوف ہو کہ ہمارے مرنے کے بعد ان بیچاروں کا کیا ہوگا

وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹

وَلْيَقُوْلُوْا	قَوْلًا	سَدِيْدًا
چاہیے کہ کہیں	بات	محکم۔ درست

پس چاہیے کہ یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور درست بات کہیں۔

(سورۃ النساء، آیت:۹)

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کے الفاظ و معنی		
وَلْيَخْشَ: اسے ڈرنا چاہیے	ذُرِّيَّةً: کمزور اولاد	خَافُوْا: وہ ڈر گئے

تشریح: اس آیت میں سرپرست کو یتیموں (جو وارث نہ ہونے کی وجہ سے حصہ نہ پاسکے) سے حسن سلوک اور ان کے حقوق کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ ذرا سوچو کہ اگر تم اپنے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہونے لگتے تو تمہیں ان کی کتنی فکر ہوتی؟ پس ہر یتیم کے بارے میں تمہیں ایسا ہی سوچنا اور معاملہ کرنا چاہیے تاکہ تمہارے دلوں میں ان کے لیے جذبہ رحمت و محبت پیدا ہو۔ یتیموں سے سیدھی، نرم اور اچھی بات کہنی چاہیے، کوئی سخت بات نہیں کرنی چاہیے جس سے ان کا دل ٹوٹے اور ان کا نقصان ہو بلکہ ان کی اصلاح ہو۔ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یتیموں کی کفالت اور حقوق کی ادائیگی کی بہت تاکید کی ہے۔ (صحیح بخاری 'کتاب الوصایا' حدیث: ۲۷۶۶)

جو لوگ یتیموں کا مال بے دھڑک کھا جاتے ہیں اللہ وحدہ لاشریک ان کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہا ہے کہ وہ سوچیں اگر وہ خود فوت ہونے کے قریب ہوں اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں تو کیا انہیں اپنے بعد اپنے کم سن ناتواں بچوں کے برباد ہونے کا خطرہ ہوگا؟ اور اگر کوئی ان بچوں کا حق چھین لے تو کیا یہ چیز انہیں قابل برداشت ہے؟ اگر نہیں تو پھر کسی کے یتیم بچوں کا مال کھاتے ہوئے انہیں خدا کا خوف کیوں نہیں آتا؟ گویا خدا کی لاٹھی بے آواز ہے اگر تم کسی کے یتیموں پہ ظلم کرو گے تو خود تمہارے بچوں کو بھی ایسی ہی صورت حال کا سامنا ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر: ۱۰

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰

اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَأْكُلُوْنَ	اَمْوَالَ	الْيَتٰمٰى	ظُلْمًا	اِنَّمَا	يَأْكُلُوْنَ	فِيْ	بُطُوْنِهِمْ	نَارًا	وَسَيَصْلَوْنَ	سَعِيْرًا
بیشک	وہ لوگ	وہ جو کھاتے ہیں	مال	یتیموں کا	ظلم سے	سوائے اسکے	وہ جو کھاتے ہیں	میں	اپنے پیٹوں میں	آگ	البتہ جائیں گے	آگ

جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

(سورۃ النساء، آیت: ۱۰)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی				
يَأْكُلُوْنَ: وہ کھاتے ہیں	بُطُوْنِ: پیٹ	نَارًا: آگ	وَسَيَصْلَوْنَ: عنقریب وہ داخل ہوں گے	سَعِيْرًا: بھڑکتی ہوئی آگ

تشریح: اس آیت میں یتیموں کے حقوق اور ان کے مال میں خیانت کی سزا اور وعید کو بیان کیا گیا ہے۔ انسانی معاش میں مال و دولت کی بڑی اہمیت ہے اس کو جائز اور حلال طریقوں سے کمانا عبادت میں شمار ہوتا ہے جبکہ باطل طریقوں سے مال جمع کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے عام لوگوں کے مقابلے میں اگر کمزور، ضعیف، یتیموں اور مسکینوں کے مال میں ناجائز تصرف اور خیانت کر کے ان کی اس طرح حق تلفی کی جائے تو یہ اور بڑی برائی کی بات ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے مال کو ظلم کے طور پر ناحق طریقے سے ہتھیانے اور ناجائز استعمال کرنے والوں کے لیے فرمایا کہ وہ جو کچھ بھی اس طرح کھاتے ہیں گویا وہ اپنے پیٹ کے اندر جہنم کی آگ جھونک رہے ہیں۔ اور ان کے لیے آخرت کے جھلسانے والی آگ الگ سے تیار ہے۔ حدیث میں بھی یتیم کے مال کھانے کو بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا۔ (صحیح بخاری 'کتاب المحاربین' حدیث: ۶۸۵۷)

سو جو لوگ آج یتیموں کا مال بڑے مزے لے لے کر کھا رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا انجام بڑا ہی ہولناک ہوگا اور آج جس سامان عیش و لذت پر یہ لوگ خوش اور مست ہو رہے ہیں یہ ان کیلئے سامان لذت نہیں، بلکہ دراصل یہ ان کیلئے دوزخ کی آگ ہے جس کو یہ لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹوں میں بھر رہے ہیں۔ دنیا کے اس دارالامتحان میں آج چونکہ حقائق پر پردہ پڑا ہوا ہے اس لیے آج یہ چیز ان کو نظر نہیں آ رہی۔ لیکن کل قیامت کے اس عالم غیب میں جو کہ دراصل کشف حقائق اور ظہور نتائج کا جہاں ہوگا، وہاں پر یہ سب کچھ اپنی اصل اور حقیقی شکل میں ان کے سامنے آجائے گا۔ اور یہ سب کچھ یہ لوگ وہاں پر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تب ان کو پتہ چلے گا، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے روز کچھ لوگ اس حال میں آئیں گے کہ ان کے منہ، ان کی آنکھوں، ان کے کانوں، اور ان کے جسم کے ہر سوراخ سے آگ اور دھواں نکل رہا ہوگا سو ارشاد فرمایا گیا کہ یہ وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں یتیموں کا مال کھالیا کرتے تھے، پھر اسکی تصدیق میں آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 ملکیت حوالے کرنے کے وقت مقرر کیے جائیں:

(الف) وکیل　(ب) گواہ　(ج) نائب　(د) حاکم

02 یتیموں کو مال حوالے کرنے کے وقت جانچنا ہے:

(الف) بلوغ ورشد کو　(ب) صحت اور مرض کو　(ج) علم ودانش کو　(د) تحمل وبرداشت کو

03 یتیم کے مال سے کفیل کو بقدر ضرورت مال لینے کی اجازت ہے جب وہ:

(الف) کفیل غریب ہو　(ب) کفیل امیر ہو　(ج) کفیل قرضدار ہو　(د) کفیل ہو

04 یتیموں اور مسکینوں سے بات کرنی چاہیے:

(الف) سختی سے　(ب) نرمی سے　(ج) غصے سے　(د) بدسلوکی/ناشائستگی سے

05 قرآن مجید نے یتیموں کا مال کھانے والوں کا ٹھکانہ بتایا ہے:

(الف) جنت　(ب) جہنم　(ج) برزخ　(د) قبر

06 یتامیٰ کا مال ناحق کھانے والے اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں:

(الف) مٹی　(ب) آگ　(ج) پانی　(د) ہوا

07 رشد سے مراد ہے:

(الف) بالغ ہونا　(ب) شادی شدہ ہونا

(ج) بال بچے دار ہونا　(د) مالی انتظام اور کاروبار کی سمجھ بوجھ رکھنا

08 بُطُوْنِ کے معنی ہیں:

(الف) سینہ　(ب) دل　(ج) پیٹ　(د) سر

09 مال ودولت کو جائز وحلال طریقے سے کمانا شمار ہوتا ہے:

(الف) خیرات میں　(ب) صدقے میں　(ج) بھلائی میں　(د) عبادت میں

جوابات

1.	(ب)	3.	(الف)	5.	(ب)	7.	(د)	9.	(د)
2.	(الف)	4.	(ب)	6.	(ب)	8.	(ج)		

www.Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

سوال 1 مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں۔

- وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ⑨

جواب: صفحہ 23 پر آیت نمبر 9 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

- اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ⑩

جواب: صفحہ 24 پر آیت نمبر 10 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

سوال 2 سورۃ النساء کی آیت ۶ کی روشنی میں یتیموں کے حقوق تحریر کریں۔

جواب: پچھلے صفحات پر آیت 6 کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

فَلْيَسْتَعْفِفْ	مَّفْرُوْضًا	فَارْزُقُوْهُمْ	ذُرِّيَّةً	خَافُوْا	بُطُوْنِ	سَعِيْرًا

جواب: فَلْيَسْتَعْفِفْ: اسے بچنا چاہیے مَّفْرُوْضًا: لازم مقرر کیا ہو فَارْزُقُوْهُمْ: ان کو کھلاؤ/ان کو دے دو ذُرِّيَّةً: اولاد
خَافُوْا: وہ ڈرتے ہیں بُطُوْنِ: پیٹ سَعِيْرًا: بھڑکتی ہوئی آگ

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ بلوغ اور رشد کا مطلب کیا ہے؟ تحریر کریں۔

جواب: بلوغ: بلوغ سے مراد ہے نکاح کی عمر کو پہنچ جانا۔ رشد: رشد سے مراد مالی انتظام کاروبار کی سمجھ بوجھ رکھنا۔

۲۔ قرآن کریم میں یتیم کو مال واپس کرنے کا طریقہ کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: صفحہ 21 پر آیت نمبر 6 کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

۳۔ قرآن مجید نے یتیم کے کفیل/سرپرست کی کیا ذمہ داریاں بتائی ہیں؟

جواب: صفحہ 21 پر آیت نمبر 6 کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

۴۔ یتیموں کے مال میں خیانت کرنے والوں کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟

جواب: صفحہ 24 پر آیت نمبر 10 کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: پچھلے صفحات پر کثیر الانتخابی سوالات کے سوال نمبر 1 تا 6 ملاحظہ کیجئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ب (۳) سورۃ النساء ۲۹، ۳۶ سورۃ المآئدہ ۲۳، ۳۳، ۳۴

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر: ۱۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ

یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	لَا	تَاۡكُلُوۡۤا	اَمۡوَالَـكُمۡ	بَيۡنَكُمۡ	بِالۡبَاطِلِ	اِلَّاۤ	اَنۡ	تَكُوۡنَ	تِجَارَةً	عَنۡ	تَرَاضٍ
اے	جو	ایمان لائے ہو	مت	کھاؤ	اپنے مال	آپس میں	ناحق طریقے سے	مگر	یہ کہ	ہو	تجارت	سے	رضامندی

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں! اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے

مِّنۡكُمۡ‌ؕ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ۝٢٩

مِّنۡكُمۡ	وَلَا	تَقۡتُلُوۡۤا	اَنۡفُسَكُمۡ	اِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	بِكُمۡ	رَحِيۡمًا
تمہاری طرف سے	اور مت	قتل کرو	اپنی جانوں کو	بیشک	اللہ	ہے	ساتھ تمہارے	مہربان

اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔

(سورۃ النساء آیت: ۲۹)

درسی کتب کے الفاظ و معنی		
لَا تَاۡكُلُوۡۤا: نہ کھائیں	بِالۡبَاطِلِ: ناحق طریقے سے	تَرَاضٍ: رضامندی

تشریح: اس آیت میں میں اکلِ حلال کی تاکید (یعنی ناحق مال کھانے کی ممانعت) اور قتل ناحق کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ ہر انسان کی تین چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں جان، مال اور آبرو۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ان تینوں چیزوں کی ضمانت دی ہے، چنانچہ جو لوگ اسلام قبول نہیں کرتے صرف اس کو اپنا سیاسی نظام سمجھ کر اس کے زیر سایہ ذمی ہو کر رہنا پسند کرتے ہیں، اسلام میں ان کو بھی یہ تینوں حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس آیت میں پہلی دو چیزوں کی تاکید کی گئی ہے اور جو اسلام لا چکے ہیں ان کو تو بالخصوص ان باتوں کا دھیان رکھنا چاہیے۔

ناحق اور ناجائز مال کھانے کی ممانعت: ایسی چیزیں جو بذات خود حرام ہیں مثلاً خنزیر، شراب، نشہ آور چیزیں وغیرہ ان کو خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا پہلے ہی ناجائز و حرام ہیں، لیکن ایسی چیزیں جو اپنی ذات میں حلال اور مباح ہیں اگر ان کو خریدنے اور اپنے تصرف میں لانے کے لیے کوئی ناجائز طریقہ استعمال کیا جائے تو وہ چیزیں بھی حرام بن جاتی ہیں مثلاً چوری، ڈکیتی، غصب، دھونس، رشوت اور سود اسی طرح جھوٹ، دھوکہ بازی، ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، سٹہ اور جوا، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا گیا مال و دولت۔ یہ سب مال باطل اور ناجائز طریقے ہیں۔ ان سے بچنے اور حلال مال کے حاصل کرنے کی تاکید کا حکم دیا گیا ہے۔ رضا و خوشی کے ذریعے کوئی خرید و فروخت ہوئی ہے تو وہ حاصل شدہ مال حلال ہے اور جائز ملکیت ہے۔

ناحق قتل کی ممانعت: جس طرح دوسرے کا مال کھانا حرام ہے، اسی طرح کسی کی ناحق جان لینا اس سے زیادہ حرام ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے کو بلاوجہ ناحق قتل بھی مت کرو۔ دوسرے کی جان لینے کو "اپنے آپ کو مارنے" سے تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جب کوئی دوسرے کو ناحق قتل کرے گا تو بدلہ میں وہ خود بھی قتل ہوگا۔ اسی طرح اس میں خودکشی کرنے کی ممانعت بھی واضح ہوگئی کہ دوسرے کے بدلہ میں قتل ہونے سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو ختم کر دے، چنانچہ یہ تمام

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

صورتیں حرام و ناجائز ہیں۔ اور اگر یہاں قتل نہ بھی ہو تو آخرت میں اس کی جو سزا ملنی ہے وہ موت سے بھی بدتر ہوگی، اس طرح اس تعبیر سے خودکشی کی ممانعت بھی واضح ہوگئی، دوسرے کسی کا مال ناحق کھانے کے ساتھ یہ جملہ لانے سے اس طرف بھی اشارہ ممکن ہے کہ جب ناحق مال کھانے کا رواج معاشرے میں عام ہو جائے تو اس کا نتیجہ اجتماعی خودکشی کی صورت میں نکلتا ہے۔

آیت نمبر: ۱۲

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

وَاعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَلَا	تُشْرِكُوْا	بِهٖ	شَيْـًٔا	بِالْوَالِدَيْنِ	اِحْسَانًا	وَّبِذِي	الْقُرْبٰى	الْيَتٰمٰى	الْمَسٰكِيْنِ
عبادت کرو	اللہ کی	اور مت	شریک بناؤ	اس کے ساتھ	کسی چیز کو	والدین کے ساتھ	احسان کرنا	اور ساتھ والا	رشتہ داروں کے	یتیموں	مسکین

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور ناداروں

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ

الْجَارِ	ذِي	الْقُرْبٰى	الْجَارِ	الْجُنُبِ	الصَّاحِبِ	بِالْجَنْبِ	ابْنِ السَّبِيْلِ	وَمَا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ
ہمسائے	والے	رشتہ دار	ہمسائے	اجنبی	صحبت رکھنے والے	پہلو کے	مسافر	اور جسکے کہ	مالک ہوئے ہیں	داہنے ہاتھ تمہارے

اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ حسن سلوک کرو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝۳۶

اِنَّ	اللّٰهَ	لَا	يُحِبُّ	مَنْ	كَانَ	مُخْتَالًا	فَخُوْرًا
بیشک	اللہ	نہیں	دوست رکھتا	اس سے جو	ہے	تکبر کرنے والا	شیخی کرنے والا

(اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) بیشک اللہ تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورۃ النساء، آیت: ۳۶)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی

اَلْجَارِ: پڑوسی	بِالْجَنْبِ: پاس بیٹھنے والا	وَابْنِ السَّبِيْلِ: مسافر
اَيْمَانُكُمْ: تمہارے ہاتھ	مُخْتَالًا: اترانے والا	فَخُوْرًا: تکبر کرنے والا

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت، توحید اور حقوق العباد کی تاکید اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ انسان کے ذمے دو قسم کے حقوق ہیں، جن میں سے ایک کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جبکہ دوسرے کا تعلق لوگوں کے ساتھ ہے۔ پہلی قسم کو حقوق اللہ اور دوسری قسم کو حقوق العباد کہا جاتا ہے، اس آیت میں دونوں قسم کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے:

حقوق اللہ: اس آیت میں اللہ سے متعلق دو باتوں کا بیان ہے:

1۔ اللہ تعالیٰ کو بلند عظمت والا جان کر اس کی وحدانیت کے قائل ہو جانا

2۔ اس کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کرتے رہنا۔ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے۔ یعنی اقرار توحید اور عمل صالح مطلب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا صرف اسی کی عبادت کرنا اس کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا اور حدود اللہ سے تجاوز نہ کرنا۔

حقوق العباد: بندوں کے حقوق میں سب سے بڑا رتبہ والدین کا ہے اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر اپنی عبادت کے بعد والدین کا تذکرہ فرمایا ہے مثلاً ترجمہ: اور تمہارے رب نے فیصلہ سنایا ہے کہ تم اسی کی بندگی کرو گے اور والدین سے اچھائی کرتے رہو گے۔ (سورۃ الاسراء: ۲۳)

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

والدین کے بعد دوسرے لوگوں سے بھی بھلائی اور حسن سلوک کرنے کا حکم ہے مثلاً: قریبی رشتہ دار یا دور کے رشتہ داروں کے ساتھ حسب مراتب حسن سلوک کرنا اوران کے حقوق ادا کرنا۔ ہمیں معاشرتی زندگی میں سب لوگوں کے ساتھ امن وسلامتی اور حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی پر شدید وعید بیان کی گئی ہے۔ سماج کے کمزور طبقہ والے افراد جیسے یتیم اور غریب' مسکین' حاجت مند قسم کے لوگ' پھر جن سے اکثر طور پر ملنا جلنا رہتا ہے جیسے قریب اور بعید کے پڑوسی' مسافر' مہمان اور ماتحت رہنے والے غلام' ملازم' نوکر چاکر' رفیق سفر' پیشہ اور کام کے شریک وغیرہ ان تمام کے ساتھ احسان یعنی نیک سلوک اور اچھے برتاؤ اور ان کی دل جوئی کرنا اور ان پر مال خرچ کرنا وغیرہ کا حکم ہے۔ اسی طرح حیوانات کے ساتھ رحم دلی والا رویہ رکھنا کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

خلاصہ بیان یہ ہوا کہ اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور ان لونڈی، غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، (نوکروں سے) احسان کا معاملہ رکھو، یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مغرور اور خود پسند ہو۔

آیت نمبر: ۱۳

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

مِنْ	اَجْلِ	ذٰلِكَ	كَتَبْنَا	عَلٰى	بَنِيْٓ	اِسْرَآءِيْلَ	اَنَّهٗ	مَنْ	قَتَلَ	نَفْسًا	بِغَيْرِ	نَفْسٍ	اَوْ	فَسَادٍ
سے	وجہ	اس	لکھا ہم نے	پر	بنی	اسرائیل	یہ کہ	جو کوئی	مار ڈالے	انسانوں کو	بغیر	نفس کے	یا	فساد

اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے ذمے یہ بات لکھ دی کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے

فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ

فِي	الْاَرْضِ	فَكَاَنَّمَا	قَتَلَ	النَّاسَ	جَمِيْعًا	وَمَنْ	اَحْيَاهَا	فَكَاَنَّمَآ	اَحْيَا	النَّاسَ	جَمِيْعًا
میں	زمین	گویا کہ	قتل کیا	لوگوں کو	سب کو	اور جس	زندہ کیا اس کو	پس گویا کہ	زندہ کیا	لوگوں	سب کو

تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جو ایک انسان کی جان بچا لے تو گویا اس نے سارے انسانوں کو زندگی دے دی۔

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲

وَلَقَدْ	جَآءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	بِالْبَيِّنٰتِ	ثُمَّ	اِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	بَعْدَ	ذٰلِكَ	فِي	الْاَرْضِ	لَمُسْرِفُوْنَ
اور البتہ تحقیق	آئے ہیں ان کے پاس	رسول ہمارے	روشن دلیلوں کے ساتھ	پھر	بیشک	بہت	سے ان	پیچھے	اس کے	میں	زمین	حد سے نکل جانے والے

اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں۔ پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

(سورۃ المائدہ آیت: ۳۲)

درسی کتاب کے الفاظ ومعنی

كَتَبْنَا: ہم نے لکھا	اَحْيَا: اس نے زندہ کیا	مُسْرِفُوْنَ: حد سے بڑھنے والے	الْبَيِّنٰتِ: کھلی ہدایات

تشریح: اس آیت میں انسانی جان کی حرمت اور حفاظت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ جب بنی اسرائیل میں قتلِ ناحق کو عام رواج شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے قانون بتا دیا کہ کسی آدمی کا ناحق قتل کرنا (جس نے کسی کو قتل کیا نہ زمین میں فساد پھیلایا) ایسا ہے کہ گویا پوری انسانیت کو مار دینا ہے اور کسی کی جان بچانا پوری انسانیت کے بچانے کے برابر ہے۔ ناحق قتل سے انسان کی حرمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ اس لیے کہا گیا ہے کہ کوئی شخص قاتل اس وقت بنتا ہے جب وہ انسانی خون کے رشتے کو توڑ دیتا ہے اور اس کی دل سے بنی نوع انسان سے ہمدردی کا جذبہ نکل جاتا ہے اور اس کے سامنے صرف اپنا مفاد ہوتا ہے' جس کے نتیجے میں دوسروں کی جان لے لیتا ہے۔

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

یہ قانون صرف بنی اسرائیل کے لئے نہیں ہے بلکہ تا قیامت بنی نوع انسان کے لیے ہے۔ یہ آیت واضح دلیل ہے کہ اسلام خون ریزی اور فتنہ فساد کو سخت ناپسند کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو امن وصلح، صبر وتحمل اور بقائے باہمی اور تکریم انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔

جب پہلا ابن آدم قابیل قتل کے سبب دنیا وآخرت میں ذلت کا شکار ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ہم نے بنی اسرائیل کی کتاب تورات میں لکھ دیا کہ خبردار کسی انسان کا قتل مت کرنا سوا اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو تو بدلے میں اسے قتل کیا جائے یا اس نے زمین میں فساد پھیلایا ہو یعنی ڈاکہ، راہزنی اور اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت جیسے فسادات کیے ہوں تو بقاء امن عامہ کے لیے اسے قتل کیا جائے۔ اس کے سوا جس نے کسی جان کو مارا یعنی ظالمانہ طور پر ناحق قتل کیا اسے جہنم میں اتنی بڑی سزا ہوگی جیسے اس نے تمام انسانوں کا قتل کیا ہو یہ بات بنی اسرائیل سے خصوصاً اس لیے کہی گئی (اور قرآن میں بنی اسرائیل سے مراد اکثر یہود ہوتے ہیں) کہ وہ اپنے مذموم مقاصد کے لیے قتل وغارت اور فتنہ وفساد سے باز نہیں آتے۔

سو لوگوں کی اکثریت ہمیشہ ایسی ہی رہی جو اللہ کی مقرر کردہ حدوں کی پابندی و پاسداری کے بجائے ان کو پھلانگتی ہی رہی۔ کل بھی یہی تھا، اور آج بھی یہی ہے، پس عوام کی اکثریت کی حمایت یا مخالفت کو کسی کام کی صحت یا اس کے فساد کا معیار نہیں قرار دیا جاسکتا، جیسا کہ مغربی جمہوریت کے پرستاروں کا کہنا ماننا ہے۔ اور جیسا کہ ہمارے یہاں کے اہل بدعت کا کہنا ہے کہ فلاں فلاں بدعات چونکہ عوام کے اندر رائج ہیں اور عوام کی اکثریت ان کو گلے لگائے ہوئے ہے لہٰذا یہ درست ہیں۔ وغیرہ وغیرہ کیونکہ عوام کی اکثریت ہمیشہ غلط کاروں اور بہکے بھٹکے لوگوں ہی کی رہی ہے کل بھی یہی تھا، اور آج بھی یہی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

آیت نمبر: ۱۴، ۱۵

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ

اِنَّمَا	جَزٰٓؤُا	الَّذِيْنَ	يُحَارِبُوْنَ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَيَسْعَوْنَ	فِي	الْاَرْضِ	فَسَادًا	اَنْ	يُّقَتَّلُوْٓا	اَوْ
سوائے اسکے نہیں	بدلہ	ان لوگوں	لڑتے ہیں	اللہ	اور اس کے رسول	اور دوڑتے ہیں	میں	زمین	فساد	یہ کہ	قتل کیے جائیں	یا

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ بری طرح قتل کردیے جائیں یا

يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ

يُصَلَّبُوْٓا	اَوْ	تُقَطَّعَ	اَيْدِيْهِمْ	وَاَرْجُلُهُمْ	مِّنْ	خِلَافٍ	اَوْ	يُنْفَوْا	مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ		لَهُمْ	خِزْيٌ
سولی دیے جائیں	یا	کاٹے جائیں	ہاتھ ان کے	اور پاؤں اکے	سے	مخالف طرف	یا	نکال دیے جائیں	سے زمین	یہ	واسطے اکے	رسوائی

سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا ملک سے نکال دیے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے

فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٣٣ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا

الدُّنْيَا	وَلَهُمْ	فِي	الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ	اِلَّا	الَّذِيْنَ	تَابُوْا	مِنْ	قَبْلِ	اَنْ	تَقْدِرُوْا
دنیا	اور واسطے اکے	میں	آخرت	عذاب	بڑا	مگر	جن لوگوں	توبہ کی	سے	پہلے	کہ	قدرت پاؤ تم

اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب تیار ہے۔ ہاں! جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمہارے قابو آجائیں توبہ کرلی

عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣٤

عَلَيْهِمْ	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
ان پر	پس جانو	بیشک	اللہ	بخشنے والا	مہربان

تو جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

(سورۃ المائدۃ آیت: ۳۳، ۳۴)

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کے الفاظ ومعنی		
يُحَارِبُونَ: وہ لڑائی کرتے ہیں	يَسْعَوْنَ: وہ کوشش کرتے ہیں	يُصَلَّبُوْا: پھانسی دیے جائیں
تُقَطَّعَ: کاٹی جائے	اَرْجُلُ: پاؤں	يُنْفَوْا: جلاوطن کیے جائیں
خِزْيٌ: رسوائی	تَابُوا: انہوں نے توبہ کی	تَقْدِرُوْا: تم قابو پاؤ

اس آیت میں "الارض" سے مراد وہ جگہ (ملک، ریاست، علاقہ) ہے جہاں اسلامی حکومت قائم ہو اور جس میں امن وامان قائم کرنے کی ذمہ داری اسلامی مملکت کی ہو۔

تشریح: اس آیت مبارکہ میں جرم اور فتنہ وفساد کی ممانعت اور ان لوگوں کی شرعی سزا کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے قوانین کی بے حرمتی کرکے گویا اس صالح نظام ومعاشرہ سے لڑائی کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں، پرامن لوگوں کو اسلحہ کے زور پر لوٹتے مارتے اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، سماج کے امن اور سکون کو برباد کرتے ہیں۔ ایسے ظالم اور فسادی قسم کے لوگوں کے لیے اس آیت میں چار قسم کی سزائیں بتائی گئی ہیں۔ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا جلاوطن کردیے جائیں۔

یہ سزائیں اجمالی طور پر بیان کی گئی ہیں تاکہ قاضی یا حاکم اپنے اجتہاد سے ہر جرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے اندر قتل وغارت، ڈاکہ زنی اور اسلامی حکومت کے خلاف یا بغاوت کرنا یا ہر قسم کا فتنہ وفساد کرنا بدترین جرائم ہیں۔ اور مجرم کو انتہائی سزاؤں میں سے کوئی بھی سزا دی جاسکتی ہے۔

ڈاکو کی حد: یہاں سے مسرفین کے اعمال کی سزا کا ذکر ہے، کیونکہ دنیا کے نظام کو درست رکھنے کے لیے حدود ضروری ہیں، ڈاکوؤں کی چار سزائیں ہیں۔

(۱): ڈاکہ ڈالا مال نہ لے سکا اور آدمی قتل کیا اسکی سزا قتل ہے۔

(۲): مال بھی لیا، اور قتل بھی کیا، اسکی سزا سولی پر لٹکانا ہے، اس نے دو جرم کئے ہیں اس لیے پہلے اس کو سولی پر لٹکایا جائے پھر نیزے مار مار کر اس کو ہلاک کردیا جائے۔

(۳): مال لیا قتل نہیں کیا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائے گا، اور اگر ہاتھ بایاں ہے تو پاؤں دائیاں ہوگا یہ ہے "من خلاف" کا مطلب۔

(٤): نہ مال لیا، اور نہ قتل کیا، اس میں مجرم کی تعزیر کے متعلق اختلاف ہے، (آیت) "ینفوا من الارض"۔ بعض علماء کرام کے نزدیک اس سے قید مراد ہے، اور کچھ علماء کے نزدیک اس سے جلاوطنی مراد ہے۔

جرم سے توبہ تائب ہونا: دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی فسادی اور ظالم حکومت کی گرفتاری سے پہلے توبہ تائب ہوتا ہے تو یہ شرعی سزائیں جو حقوق اللہ میں سے ہیں، اس پر سے ساقط ہوجائیں گی، البتہ حقوق العباد کے تحت ان کا معاملہ حق داروں سے ہی طے کرنا ضروری ہے یعنی لوٹا ہوا مال اس کو واپس کرنا ہوگا یا اس کا تاوان دینا ہوگا، اگر قتل یا زخمی کیا تو ورثاء قصاص یا دیت (خون بہا) پر راضی ہوجائیں یا اس کو معاف کردیں، تو اس کی جان بخشی ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔

یعنی جس شخص نے اس پر قابو پائے جانے سے قبل توبہ کرلی وہ اپنے جرم پر نادم ہوگیا تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی، اس توبہ کی وجہ سے حقوق اللہ ساقط ہوجائیں گے، یعنی حد ساقط ہوجائے گی البتہ حقوق العباد دینے پڑیں گے، قتل کیا تھا تو قتل کیا جائے گا، مال لیا تھا تو مال دینا پڑے گا۔ واللہ اعلم۔

بعض علماء کی نظر میں اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ منظم حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے کی سزا قتل اور سولی ہے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 آمدنی کا ناجائز طریقہ ہے:
(الف) زراعت (ب) صنعت (ج) تجارت (د) رشوت

02 حقوق العباد سے مراد ہے:
(الف) اللہ تعالیٰ کے حقوق (ب) انسانوں کے حقوق (ج) حیوانات کے حقوق (د) نباتات کے حقوق

03 ابن السبیل سے مراد ہے:
(الف) فقیر (ب) مسکین (ج) مسافر (د) ہمسایہ

04 بے گناہ کو قتل کرنا گویا قتل کرنا ہے:
(الف) پوری کائنات کو (ب) پوری انسانیت کو (ج) پوری حیوانیت کو (د) پورے خاندان کو

05 اسلام میں خودکشی:
(الف) حرام ہے (ب) جائز ہے (ج) ناجائز ہے (د) مکروہ ہے

06 اَلْجَار کے معنی ہیں:
(الف) فقیر (ب) مسکین (ج) مسافر (د) پڑوسی

07 بِالْجَنْبِ سے مراد ہیں:
(الف) پڑوسی (ب) عزیز ورشتہ دار (ج) پاس بیٹھنے والے (د) مسافر

08 سب سے بڑا گناہ اور ظلم ہے:
(الف) اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا (ب) نماز کا ترک کردینا
(ج) رشوت لینا اور دینا (د) کسی انسان کو ناحق قتل کردینا

09 انسانوں کے حقوق میں سب سے بڑا مرتبہ ہے:
(الف) بیوی کا (ب) اولاد کا (ج) والدین کا (د) پڑوسیوں کا

10 الارض سے مراد ہے:
(الف) پوری کرۂ زمین (ب) وہ جگہ (ملک، ریاست یا علاقہ) جہاں اسلامی حکومت قائم ہو
(ج) وہ جگہ جہاں غیر اسلامی حکومت قائم ہو (د) اپنا گھر

11 اسلام میں قتل کی سزا ہے:
(الف) قصاص (ب) قصاص ودیت (ج) قصاص وتاوان (د) تاوان ودیت

جوابات

1.	(د)	3.	(ج)	5.	(الف)	7.	(ج)	9.	(ج)	11.	(ب)
2.	(ب)	4.	(ب)	6.	(د)	8.	(الف)	10.	(ب)		

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

سوال 1 مندرجہ ذیل آیات میں سے کسی بھی دو آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- يَاَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا لَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۗ وَلَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

جواب: صفحہ 27 پر آیت نمبر 11 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

- وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۶﴾

جواب: صفحہ 28 پر آیت نمبر 12 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

- مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۗ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۗ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

جواب: صفحہ 29 پر آیت نمبر 13 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

سوال 2 ایک انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: شریعت اسلامیہ میں جتنی تاکید کے ساتھ انسان کے قتل کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے، عصر حاضر میں اس کی اتنی ہی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی انسان کو ناحق قتل کرنا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، بلکہ بعض علماء نے سورۃ النساء آیت نمبر 93 کی روشنی میں فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے والا ملت اسلامیہ سے ہی نکل جاتا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اگرچہ جمہور علماء نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ کسی کو ناحق قتل کرنے والا بہت بڑے گناہ کا مرتکب تو ضرور ہے مگر وہ اس جرم کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا ہے اور ایک طویل عرصہ تک جہنم میں دردناک عذاب کی سزا پا کر آخر کار وہ جہنم سے نکل جائے گا کیونکہ مذکورہ آیت میں (خَالِدًا فِيْهَا) سے مراد ایک طویل مدت ہے۔ نیز قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء امت کا اتفاق ہے کہ کسی کو ناحق قتل کرنے والے کی آخرت میں بظاہر معافی نہیں ہے اور اسے اپنے جرم کی سزا آخرت میں ضرور ملے گی اگرچہ مقتول کے ورثاء قاتل سے قصاص نہ لے کر دیت وصول کرلیں یا اسے معاف کردیں۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کے قتل کو تمام انسانوں کا قتل قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے جب کہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لئے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔ (سورۃ المائدہ ۳۲) غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا کیونکہ ایک شخص کے خلاف قتل کا یہ جرم پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے، کیونکہ کوئی شخص قتل ناحق کا ارتکاب اسی وقت کرتا ہے، جب اس

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کے دل سے انسان کی حرمت کا احساس مٹ جائے، ایسی صورت میں اگر اس کے مفاد یا سرشت کا تقاضا ہوگا تو وہ کسی اور کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرے گا، اور اس طرح پوری انسانیت اس کی مجرمانہ ذہنیت کی زد میں رہے گی، نیز جب اس ذہنیت کا چلن عام ہو جائے تو تمام انسان غیر محفوظ ہو جاتے ہیں، لہذا قتل ناحق کا ارتکاب چاہے کسی کے خلاف کیا گیا ہو، تمام انسانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ جرم ہم سب کے خلاف کیا گیا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے عظیم خطبہ میں اس بات پر بھی زور دیا کہ کسی کا خون نہ بہایا جائے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے کے لئے ایسی ہی حرمت رکھتی ہیں جیسے تمہارے اس مہینے (ذی الحجہ) میں تمہارے اس شہر (مکہ مکرمہ) اور تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ تم سب اپنے پروردگار سے جا کر ملو گے، پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ لہٰذا میرے بعد پلٹ کر ایسے کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (صحیح بخاری۔ باب حجۃ الوداع، صحیح مسلم۔ باب القسامۃ)

یعنی کسی شخص کو ناحق قتل کرنا کافروں اور گمراہوں کا کام ہے نیز ایک دوسرے کو کافر یا گمراہ کہہ کر قتل نہ کرنا۔

سوال 3 قرآن کریم میں امن عامہ میں خلل ڈالنے والوں کے لیے کون سی سزائیں مقرر کی ہیں؟

جواب: پچھلے صفحات پر آیت 14-15 کی تشریح ملاحظہ کیجیے۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

تَفْسِدُوْا	خِزْیٌ	مُسْرِفُوْنَ	مُخْتَالًا	تَاْکُلُوْا

جواب: لَا تَاْکُلُوْا: نہ کھائیں — مُخْتَالًا: اترانے والا — مُسْرِفُوْنَ: حد سے بڑھنے والے — خِزْیٌ: رسوائی

تَفْسِدُوْا: تم فساد کرو

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱- یتیم کے مال کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟

جواب: یتیم کے مال کی حفاظت اس لئے ضروری ہے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کے بعد ایک کمزور ناتواں بچہ ظالم دُنیا کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ کوئی ظالم کمزور اور تنہا سمجھ کر اس کی ملکیت کو ہڑپ کر سکتا ہے جس کی وجہ سے ایک یتیم جو باپ کی محبت کھونے کے بعد مالی پریشانیوں کے باعث سڑک پر آ جاتا ہے جس سے کئی طرح کے معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے اسلام ہمیں یتیم کے سر پر شفقت کو ہاتھ پھیرنے اور اس کی ملکیت کی حفاظت کرنے کا حکم دیتا ہے۔

۲- ''اور اپنے آپ کو قتل مت کرو'' کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: جس طرح دوسرے کا مال کھانا حرام ہے' اسی طرح کسی کی ناحق جان لینا اس سے زیادہ حرام ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے کو بلا وجہ ناحق قتل بھی مت کرو۔ دوسرے کی جان لینے کو ''اپنے آپ کو مارنے'' سے تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جب کوئی دوسرے کو ناحق قتل کرے گا تو بدلہ میں وہ خود بھی قتل ہوگا۔ اسی طرح اس میں خودکشی کرنے کی ممانعت بھی واضح ہوگئی کہ دوسرے کے بدلہ میں قتل ہونے سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو ختم کر دے چنانچہ یہ تمام صورتیں حرام و ناجائز ہیں۔

۳- مال حاصل کرنے کے ناجائز طریقے کون سے ہیں؟

جواب: ایسی چیزیں جو بذات خود حرام ہیں مثلاً خنزیر' شراب' نشہ آور چیزیں وغیرہ ان کو خریدنا' بیچنا اور استعمال کرنا پہلے ہی ناجائز و حرام ہیں' لیکن ایسی چیزیں جو اپنی ذات میں حلال اور مباح ہیں اگر ان کو خریدنے اور اپنے تصرف میں لانے کے لیے کوئی ناجائز طریقہ استعمال کیا جائے تو وہ چیزیں بھی حرام بن جاتی ہیں مثلاً چوری' ڈکیتی' غصب' دھونس' رشوت اور سود اسی طرح جھوٹ' دھوکہ بازی' ذخیرہ اندوزی' چور بازاری' سٹہ اور جوا' ملاوٹ' ناپ تول میں کمی وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا گیا مال و دولت۔ یہ سب مال باطل اور ناجائز طریقے ہیں۔

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر ''✓'' کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 32 پر کثیر الانتخابی سوالات کے سوال نمبر 1 تا 4 ملاحظہ کیجیے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ب (۴) سورۃالتوبہ ۲۴، ۳۳ سورۃالحج ۳۹، ۴۰، ۴۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیت نمبر: ۲۴

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا

قُلْ	اِنْ	كَانَ	اٰبَآؤُكُمْ	وَاَبْنَآؤُكُمْ	وَاِخْوَانُكُمْ	وَاَزْوَاجُكُمْ	عَشِيْرَتُكُمْ	وَاَمْوَالُ	اقْتَرَفْتُمُوْهَا
کہہ دیں	اگر	ہوں	تمہارے باپ	اور بیٹے تمہارے	اور بھائی تمہارے	اور بیویاں تمہاری	قبلہ اور کنبہ تمہارا	اور مال	جو کمائے ہیں تم نے

(اے پیغمبر!) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان والے اور مال جو تم کماتے ہو

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ

وَتِجَارَةٌ	تَخْشَوْنَ	كَسَادَهَا	وَمَسٰكِنُ	تَرْضَوْنَهَآ	اَحَبَّ	اِلَيْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَجِهَادٍ	فِيْ
اور سوداگری	جو ڈرتے ہو	اس میں نقصان ہوجانے سے	اور گھر	پسند کرتے ہو انکو	بہت پیارے ہیں	تمہارے لیے	سے اللہ	اور رسول اسکے	اور جہاد	میں

اور تجارت جس میں مندی سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں

سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

سَبِيْلِهٖ	فَتَرَبَّصُوْا	حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِاَمْرِهٖ	اللّٰهُ	لَا	يَهْدِى	الْقَوْمَ	الْفٰسِقِيْنَ
راہ اسکی	پس انتظار کرو	یہاں تک	لائے	اللہ	حکم اپنا	اللہ	نہیں	ہدایت کرتا	قوم	فاسقوں

تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

(سورۃالتوبہ،آیت:۲۴)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی

عَشِيْرَتُكُمْ: خاندان تمہارا	اقْتَرَفْتُمْ: کمایا تم نے	تَخْشَوْنَ: تم ڈرتے ہو
كَسَادَ: مندا ہونا	مَسٰكِنُ: گھر	تَرْضَوْا: انتظار کرو

تشریح: اس آیت میں ہر قسم کی رشتہ داریوں اور تعلقات کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان' اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا دنیا کی ہر چیز سے مقدم ہے۔ ایمان دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے' جس کے باعث نہ صرف انسان دنیا میں فائدہ حاصل کرتا ہے' بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی تیاری ہوتی رہتی ہے۔ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی محبت و اطاعت اور جہاد فی سبیل اللہ کو بڑی شان اور عظمت سے بیان فرمایا ہے مثلاً:

- جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیا' اللہ کے یہاں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور وہی کامیاب لوگ ہیں۔
- اے ایمان والو! تمہارے والدین' تمہاری اولاد' بیویاں' دیگر رشتہ دار اور مال و جائیداد سب اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبوب نہیں ہونے چاہیے

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

اور والدین و دیگر رشتہ داروں کی محبت تمہیں راہ حق پر چلنے پر رکاوٹ نہ بنیں' اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبت نہیں رکھتا تو پھر وہ اللہ کی ناراضگی سے بچ نہیں سکے گا۔

یہ دونوں آیتیں مسلمانوں کے کسی خاص گروہ یا واقعہ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ عام اور ہر زمانے کے لیے ہیں۔ ان میں تمام مسلمانوں کے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت انہیں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیے حتیٰ کہ اگر کبھی ایسا ہو کہ ایک طرف اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو اور دین اسلام کو بچانے کے لیے جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کی ضرورت ہو اور دوسری طرف ماں باپ اور دیگر عزیز و اقارب کی محبت ہو اور مالی دوسرے دنیوی مفادات و خطرات سد راہ ہو رہے ہوں تو مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر شخص اور ہر مصلحت سے بے پرواہ ہو کر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کرے اور کوئی دینوی مفاد یا خطرہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جو اسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے باز رکھ سکے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر آن ہر شکل میں عذاب آ سکتا ہے مثلاً دشمنوں سے مغلوب کر کے یا تم پر ظالم حکمران مسلط کر کے تمہیں ذلت و رسوائی میں مبتلا کر کے وغیرہ، یہی مضمون ہے جس کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی متعدد احادیث میں بار بار واضح فرمایا ہے، مثلاً صحیح بخاری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے اس کے والد، بیٹے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ ایک مرتبہ صحابہ (رض) کرام کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیلوں کی دم پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس سے اس وقت تک کبھی نہ نکل سو گے جب تک اپنے دین۔ جہاد فی سبیل اللہ کی طرف واپس نہیں آ ؤ گے۔

(ابن کثیر بحوالہ ابو داؤد)

آیت نمبر: ۱۷

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾

الۡمُشۡرِكُوۡنَ	كَرِهَ	وَلَوۡ	كُلِّهٖ	الدِّیۡنِ	عَلَی	لِیُظۡهِرَهٗ	الۡحَقِّ	وَدِیۡنِ	بِالۡهُدٰی	رَسُوۡلَهٗ	اَرۡسَلَ	هُوَ الَّذِیۡۤ
مشرک	ناخوش رکھیں	اور اگرچہ	سب	دین	اوپر۔ پر	تو کہ غالب کرے اس کو	حق	اور دین	ساتھ ہدایت	رسول اپنے	بھیجا	وہی جس

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دنیا کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافرنا خوش ہی ہوں۔

(سورۃ التوبہ آیت: ۳۳)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی

اَرۡسَلَ: اس نے بھیجا	لِیُظۡهِرَهٗ: تاکہ غالب کرے اس کو	كَرِهَ: اس نے ناپسند کیا

تشریح: اس آیت میں حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کا مقصد ہدایت اور دین اسلام (نظام زندگی اور نظام اطاعت) کا مقام اور اس کی اہمیت اور غلبہ و برتری کی خبر اور وعدہ بیان کیا گیا ہے اور یہ خوشخبری اس وقت دی گئی تھی' جب مسلمان بہت کمزور تھے اور بظاہر کسی غلبہ کی امید نہ تھی بتایا گیا۔ اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے' اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔ (آل عمران:۱۹)

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے جو مقاصد قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک مقصد اس آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو ہدایت اور دین برحق دے کر اس لیے بھیجا کہ آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کریں' اگرچہ کفار و مشرکوں کو یہ بات ناپسند لگتی ہو۔

چنانچہ اس غلبہ سے دو طرح کا غلبہ مراد ہے:

1۔ **معقولیت اور دلیل و حجت کا غلبہ:** جس کا مطلب یہ ہے کہ نظریاتی و علمی مباحث کے ذریعہ دیگر مذاہب کے لوگ مغلوب ہو کر اسلام کی برتری کا اقرار کریں اور اس قسم کا غلبہ تو ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔

2۔ **سلطنت اور حکومت کا غلبہ:** اس اعتبار سے کہ کسی مملکت میں یا پوری دنیا میں صرف دین اسلام ہی غالب ہو دیگر ادیان کو کوئی بالادستی حاصل نہ ہو' اس قسم کا غلبہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اسلام کو حاصل رہا کہ سرزمین عرب میں اسلام سربلند ہوا دنیا کی سپر پاور سلطنتیں روم و فارس مغلوب ہو گئیں اور پوری دنیا دین اسلام کے نور سے منور ہو گئی۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

لہٰذا ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا اتباع اور اصول اسلام کی پاسداری اور دین حق کے غلبے کے لیے کام کریں یہ سب کا دینی فریضہ ہے اور اسی میں فلاح دارین ہے۔

اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر معقولیت اور حجت ودلیل کے اعتبار سے، یہ تو ہر زمانہ میں بحمد اللہ نمایاں طور پر حاصل رہا۔ باقی حکومت وسلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہوگا، اور جبکہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان وتقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہونگے۔ اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کر کے بالکل صفحۂ ہستی سے محو کردے۔ یہ نزول مسیح (علیہ السلام) کے بعد قیامت کے قریب ہونے والا ہے۔

آیت نمبر: ۱۸، ۱۹

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

أُذِنَ	لِلَّذِيْنَ	يُقٰتَلُوْنَ	بِاَنَّهُمْ	ظُلِمُوْا	وَاِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى	نَصْرِهِمْ	لَقَدِيْرُ	الَّذِيْنَ	اُخْرِجُوْا
اذن دیا گیا	واسطے ان لوگوں	لڑائی کے جاتے ہیں	بسبب اسکے کہ وہ	ظلم کئے گئے	اور بیشک	اللہ	اوپر۔ پر	مدد ان کی	البتہ قادر	وہ لوگ	نکالے گئے

جن مسلمانوں سے خواہ مخواہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور اللہ ان کی مدد کرے گا وہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

مِنْ	دِيَارِهِمْ	بِغَيْرِ	حَقٍّ	اِلَّاۤ	اَنْ	يَّقُوْلُوْا	رَبُّنَا	اللّٰهُ	وَلَوْلَا	دَفْعُ	اللّٰهِ	النَّاسَ
سے	گھروں اپنے	نا	حق	مگر	یہ کہ	کہا انہوں نے	پروردگار ہمارا	اللہ	اور اگر نہ ہوتا	دور کرنا	اللہ	لوگوں

یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لَّهُدِّمَتْ	صَوَامِعُ	وَبِيَعٌ	صَلَوٰتٌ	مَسٰجِدُ	يُذْكَرُ	فِيْهَا
بعضے ان	ساتھ بعض	البتہ ڈھائے ہوئے	خلوت خانے درویشوں کے	عبادت خانے نصاریٰ کے	عبادت خانے یہود کے	مسجدیں	لیا جاتا ہے	بیچ ان کے

تو خانقاہیں اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے گرائی جاچکی ہوتیں

اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾

اسْمُ	اللّٰهِ	كَثِيْرًا	وَلَيَنْصُرَنَّ	اللّٰهُ	مَنْ	يَّنْصُرُهٗ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَقَوِيٌّ	عَزِيْزٌ
نام	اللہ	بہت	البتہ مدد دے گا	اللہ	اس کی کہ	مدد دیتا ہے اس کو	بیشک	اللہ	البتہ زورآور ہے	غالب

اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ قوی اور غالب ہے۔

(سورۃ الحج، آیت: ۳۹-۴۰)

درسی کتاب کے الفاظ ومعنی

أُذِنَ: اجازت دی گئی	أُخْرِجُوْا: وہ نکالے گئے	دِيَارِ: گھر
دَفْعُ: روکنا	هُدِّمَتْ: مسمار کی گئی	صَوَامِعُ: خانقاہیں
بِيَعٌ: کلیسائیں	صَلَوٰتٌ: عبادت گاہیں	نَصْرِ: مدد، فتح

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

تشریح: ان آیات میں اذن جہاد، مسلمانوں کی امداد کا وعدہ اور مہاجرین کی ہمت افزائی اور قتال کی حکمت کو بیان کیا گیا ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت سے لے کر ہجرت مدینہ تک کے تیرہ برس مسلمانوں اور خود حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے نہایت صبر آزما اور مشکلات والے تھے، جہاں پر تکلیفوں اور سختیوں پر ردِ عمل کی بجائے صبر و ضبط کا حکم تھا اور کسی قسم کی جوابی کارروائی سے روکا جاتا رہا، مگر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں اسلامی مملکت کے قیام کے فوراً بعد مسلمانوں کی پہلی ہجری میں ہی اپنی مدافعت کے لیے کفار کا مقابلہ اور مظلومیت کے خاتمہ، دیگر ادیان پر غلبہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنے کی اجازت مل گئی۔ جس کا تذکرہ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۸ سے ہوتا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کے دشمن ظالم لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرے گا، مظلوم مسلمانوں کو جہاد کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، جن کو زیادتی کا نشانہ بنا کر صرف اس لیے گھروں سے بے گھر کیا گیا کہ وہ ایک معبود کو مانتے ہیں ان کو جہاد کی اس لیے اجازت دی گئی تاکہ لوگوں کے جان، مال، عزت و ناموس، دین اور عبادت گاہوں کا تقدس فسادی لوگوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں اور مظلوم لوگوں کی امداد اور روادری کی جائے۔

ان آیات میں جہاد کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے انہوں نے اپنی اُمتوں کو صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی تعلیم دی اور اقامت دین کے لئے بہت کوششیں کیں اور اس کے لیے عبادت گاہیں بنوائیں مثلاً عیسائیت میں خانقاہیں/صومعہ، کلیسا/بیعہ۔ یہودی مذہب میں عبادت کے لیے صلوات اور اسلام میں مساجد بنائی گئیں جو لوگ ان آسمانی مذاہب کے مخالف تھے وہ ان کی عبادت گاہوں کے منہدم کرنے کی مہم میں تھے اس لیے جہاد کے ذریعہ ان کا دفاع کیا جائے۔ پھر مظلوموں کی دادرسی کرنا، فسادیوں اور ناشکرے اور عہد شکنی کرنے والے لوگوں کو سزا دینا، دنیا میں امن و سکون لانا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشش کرنا بھی جہاد کی حکمتوں میں شامل ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اعلاء کلمۃ اللہ، امن امان قائم کرنے اور مظلوموں کی مدد اور روادری کے لیے ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہیں تاکہ فلاح دارین حاصل کرسکیں۔

آیت نمبر: ۲۰

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ

اَلَّذِيْنَ	اِنْ	مَّكَّنّٰهُمْ	فِي	الْاَرْضِ	اَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	وَاَمَرُوْا	بِالْمَعْرُوْفِ
وہ لوگ کہ	اگر	قدرت دیں ہم انکو	میں	زمین	قائم رکھیں	نماز	دیں	زکوٰۃ	اور حکم کریں	ساتھ بھلائی

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت دے دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱

وَنَهَوْا	عَنِ	الْمُنْكَرِ	وَلِلّٰهِ	عَاقِبَةُ	الْاُمُوْرِ
اور منع کریں	سے	نامعقول	اور واسطے اللہ	آخر	کاموں

اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج آیت: ۴۱)

درسی کتاب کے الفاظ و معنی

مَكَّنّٰا: ہم نے جگہ دی	اَقَامُوا: قائم کریں	الْمَعْرُوْفِ: نیک کام
الْمُنْكَرِ: برا کام	عَاقِبَةُ: انجام	الْاُمُوْرِ: معاملات

تشریح: اس آیت میں مہاجرین کی فضیلت اور ان کے اقتدار کی پیش گوئی، اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں اور دین کے مددگاروں کی صفات و خصوصیات کا ذکر ہے۔ اگر ان کو حکومت ملے تو ایمان، عمل صالح، عبادت گزاری، شرک سے پرہیز، دین حق کا غلبہ کے لیے جد و جہد اور خوف و خطرہ میں ثابت قدم ہوں۔ نیز نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کریں۔ اپنے اختیارات نیکی کو پھیلانے اور بدی کو مٹانے میں استعمال کریں۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا' جس کے لیے میثاقِ مدینہ کے نام سے پہلا آئین اور دستور بنایا گیا' جس کے مطابق حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس کے سربراہ اور رعیت کے درمیان صلح صفائی کرانے کے ذمہ دار قرار پائے' اس طرح رعایا کو امن وسکون فراہم کرنا' ان کی تعلیم' صحت اور معاش کا انتظام کرنا بھی ریاست کی ذمہ داریوں میں شامل رہا' چنانچہ آیت مذکورہ میں ان باتوں کی تاکید کی گئی ہے کہ جب ایمان والوں کو زمین میں حکومت واختیار حاصل ہو تو ان کو مندرجہ ذیل باتوں پر خاص طور پر دھیان دینا چاہیے:

نماز قائم کرنا: نماز دین کا ایک اہم رکن اور عبادت ہے' جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو جائے اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے۔

زکوۃ ادا کرنا: زکوۃ کا تعلق براہِ راست سماج کی معاشیات سے ہے' اس لیے ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ معاش کے وسائل پیدا کرے اور لوگوں کی ضروریات کے لیے مناسب انتظامات کرے۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہاں اسلامی اعمال میں سے اور کسی عمل کا ذکر نہیں کیا۔ صرف قیامِ صلوۃ اور ایتائے زکوۃ کا ذکر کیا، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے نزدیک مسلمانوں کے جماعتی اقتدار کی اصلی علامت یہی دو عمل ہیں۔ جس گروہ کا اقتدار ان دو عملوں کے قیام سے خالی ہو اس کا اقتدار اسلامی اقتدار نہیں سمجھا جا سکتا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر: معروف کی معنی ہے ایسی نیکی اور بھلائی والے کام جسے سب اچھا سمجھتے ہیں۔ منکر کی معنی ہے ہر قسم کی بدی یا برائی جسے سب برا اور ناپسندیدہ سمجھیں۔ سماج میں اچھے کاموں کو فروغ دیا جائے اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جو معاشرہ کے لیے کارآمد ثابت ہوں' اسی طرح جن لوگوں سے معاشرہ کے بگاڑ اور فساد کا اندیشہ ہو ان لوگوں کو بدی اور برائی فسق وفجور اور تکبر وغرور سے روکنا' اور ان کے لیے سزائیں اور قوانین نافذ کیے جائیں تاکہ معاشرے میں امن وسکون کا دور دورہ ہو۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان مومنوں غازیوں کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ جو سلطنت پا کر عیاشیوں میں مشغول نہیں ہوتے، بلکہ سلطنت کے ذریعہ اللہ کی زمین کو اللہ کی عبادات سے بھر دیتے ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں، پاکستانی مسلمانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے وہ سوچیں کہ انہوں نے پاکستان حاصل کر کے دین کی کیا خدمات انجام دیں۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

کثیر الانتخابی سوالات

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

01 بیع عبادت گاہ ہے:
(الف) ہندوؤں کی (ب) عیسائیوں کی (ج) سکھوں کی (د) یہودیوں کی

02 مسلمانوں کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی وجہ تھی:
(الف) بے روزگاری (ب) قحط سالی (ج) شدید گرم موسم (د) کفارِ مکہ کے مظالم

03 مسلمانوں کی جہاد کی اجازت دی گئی:
(الف) مجبوری کی حالت میں (ب) خوشی کی حالت میں (ج) پریشانی کی حالت میں (د) غصہ کی حالت میں

04 مسلمانوں پر کفارِ مکہ کے مظالم کی وجہ تھی:
(الف) قومی دشمنی (ب) خاندانی دشمنی (ج) سیاسی دشمنی (د) مذہبی دشمنی

05 اقامتِ صلوٰۃ وایتائے زکوٰۃ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہتمام کرنے کی ذمہ داری ہے:
(الف) علماء کی (ب) حکمرانوں کی (ج) مجاہدین کی (د) اساتذہ کی

06 دُنیا کی سب سے بڑی دولت ہے:
(الف) سونا وچاندی (ب) علم (ج) ایمان (د) زمین وجائداد

07 اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف:
(الف) انسانیت ہے (ب) اسلام ہے (ج) اخلاقیات ہے (د) عیسائیت ہے

08 سورۃ التوبہ آیت 33 کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد ہے:
(الف) انسانیت کو غلبہ (ب) اچھے اخلاق کا غلبہ
(ج) اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ (د) دنیا پر حکومت

09 حضور اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت سے ہجرت مدینہ تک گذارے:
(الف) سات سال (ب) دس سال (ج) بارہ سال (د) تیرہ سال

10 ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کا پہلا آئین و دستور کہلاتا ہے:
(الف) آئین مدینہ (ب) میثاق مدینہ (ج) دستورِ مدینہ (د) صلح حدیبیہ

11 سورۃ الحج آیت 41 کے مطابق اسلامی ریاست کے حکمرانوں کا اولین فرض ہے:
(الف) اقامتِ الصلوٰۃ وایتائے زکوٰۃ (ب) امر بالمعروف ونہی عن منکر
(ج) ا اور ب دونوں (د) دونوں میں سے کوئی نہیں

جوابات

1.	(د)	3.	(الف)	5.	(ب)	7.	(ب)	9.	(د)	11.	(ج)
2.	(د)	4.	(د)	6.	(ج)	8.	(ج)	10.	(ب)		

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

درسی کتاب کی مشق کا حل

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

سوال 1 مندرجہ ذیل آیات میں سے کسی بھی دو آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

جواب: صفحہ 36 پر آیت نمبر 17 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

- اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ

جواب: صفحہ 37 پر آیت نمبر 18 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

- اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

جواب: صفحہ 38 پر آیت نمبر 20 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

سوال 2 سورۃ الحج آیت ۴۱ میں اسلامی سلطنت کے مقاصد و اہداف اور خوبیاں تحریر کریں۔

جواب: پچھلے صفحات پر آیت نمبر 20 کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

اس آیت میں اسلامی حکومت کی بنیادی اہداف اور اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں، جنہیں خلافت راشدہ کی دیگر اسلامی حکومتوں میں بروئے کار لایا گیا اور انہوں نے اپنی ترجیحات میں ان کو سرفہرست رکھا تو ان کی بدولت ان کی حکومتوں میں امن اور سکون بھی رہا، رفاہیت و خوش حالی بھی رہی اور مسلمان سربلند اور سرفراز بھی رہے۔ آجکل اسلامی ملکوں میں فلاحی مملکت کے قیام کا بڑا غلغلہ اور شور ہے اور ہر آنے جانے والا حکمران اس کے دعوے کرتا ہے لیکن ہر اسلامی ملک میں بدامنی، فساد، قتل و غارت اور ادبار و پستی اور زبوں حالی روز افزوں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سب اللہ کے بتلائے ہوئے راستے کو اختیار کرنے کے بجائے مغرب کے جمہوری اور لادینی نظام کے ذریعے سے فلاح و کامرانی حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ہوا کو مٹھی میں لینے کے مترادف ہے جب تک مسلمان مملکتیں قرآن کے بتلائے ہوئے اصول کے مطابق اقامت صلوۃ و زکوۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام نہیں کریں اور اپنی ترجیحات میں ان کو سرفہرست نہیں رکھیں گی وہ فلاحی مملکت کے قیام میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔

سوال 3 سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں ایک سچے مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے کرنی چاہیے۔ وضاحت کریں۔

جواب: امت پر رسول اللہ ﷺ کے حقوق میں ایک اہم حق آپ ﷺ سے محبت کرنا ہے اور ایسی محبت مطلوب ہے جو مال و دولت سے، آل اولاد سے بلکہ خود اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔ یہ کمال ایمان کی لازمی شرط ہے۔ آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے نزدیک رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ماں باپ سے، بیوی بچوں سے اور خود اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ بن جائے۔ یہ حب نبوی ﷺ دین کی بنیاد اور اس کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اے پیغمبر) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان والے اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس میں مندی سے

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (سورۃ التوبہ۔ آیت 24)

والدین، بیوی بچے، مال و دولت اور خاندان وقبیلہ وغیرہ ان سب کی محبت فطری ہے اور اللہ کی طرف سے انسانی فطرت میں ودیعت ہے۔ سورۃ التوبہ کی اس آیت میں اس کی نفی نہیں بلکہ اس بات کا مطالبہ ہے کہ ان سب چیزوں کی محبت سے زیادہ اللہ و رسول ﷺ سے اور اللہ کے دین سے محبت ہونی چاہئے اور یہ ایسی لازمی وضروری چیز ہے کہ اس کے نہ ہونے کی صورت میں سخت وعید ہے کہ اللہ کا عذاب بھی آسکتا ہے نیز آیت کے آخر میں یہ کہہ کر کہ "اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا" اس طرف اشارہ فرمادیا کہ ایسے لوگ جو اللہ و رسول ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب نہیں رکھتے وہ فسق وگناہ میں مبتلا، راہ حق سے ہٹے ہوئے اور ہدایت الٰہی سے محروم ہیں۔ مومن کیلئے نبی کریم سے محبت کس درجہ اہم اور ضروری ہے؟ احادیث سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو ایمان کی بنیاد قرار دیا۔ سیدنا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اس کی اولاد سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (صحیح بخاری)

سیدنا انس (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل وعیال، اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔" (صحیح مسلم)

ایک اور روایت سیدنا عبداللہ بن ہشام (رضی اللہ عنہ) اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ سیدنا عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یقیناً آپ ﷺ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میرے نفس کے۔ جس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہارے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں۔" یعنی اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔ زبانِ رسالتؐ سے یہ بات سنی تھی کہ سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا "ہاں! اللہ کی قسم، اب آپ ﷺ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہاں اب اے عمرؓ" یعنی اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔ (صحیح بخاری)

یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر بندۂ مومن کو رسول اللہ سے ضرور محبت ہونی چاہئے اور یہ محبت دنیا کی تمام محبوب چیزوں سے حتیٰ کہ اپنی عزیز جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہئے۔ جب تک کوئی شخص اس معیار پر پورا نہ اترے، اس کا ایمان بھی مکمل نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) نے اپنی ذات سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کی ایسی مثالیں پیش کیں کہ عقلِ انسانی حیران رہ جاتی ہے اور تاریخ کسی اور شخص کے بارے میں ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ آیتِ کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت فرض ہے اور دیگر تمام رشتوں اور چیزوں پر مقدم ہے۔

سوال 4 غلبہ اقتدار ملنے کے بعد مسلمان حکمرانوں کے فرائض کیا ہوں گے؟ وضاحت کریں۔

جواب: صفحہ 38 پر آیت نمبر 20 کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

اِقْتَرَفْتُمُوْ	کُرْہٌ	صَوَامِعُ	بِیَعٌ	مَکَّنّٰھُمْ

جواب: پچھلے صفحات پر دیئے گئے الفاظ و معنی ملاحظہ کیجئے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

سوال 1 اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟

جواب: آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے نزدیک رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ماں باپ سے، بیوی بچوں سے اور خود اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ بن جائے۔ یہ حب نبوی ﷺ دین کی بنیاد اور اس کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔

سوال 2 قرآن مجید میں اذنِ قتال کی حکمت کیا بتائی گئی ہے؟

جواب: پچھلے صفحات پر آیت نمبر 18-19 کی تشریح ملاحظہ کیجیے۔

سوال 3 مکی دور میں مسلمانوں کی حالت کیا تھی؟

جواب: جوں جوں لوگ آپ ﷺ کے دستِ حق پرست پر اسلام کی بیعت کرتے رہے اور اسلام کی شعاعیں پھیلتی رہی، کفار و مشرکین کے غیض وغضب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ وہ مسلمان جو کچھ حیثیت رکھتے تھے یا ان کا کوئی حامی و مددگار تھا، ان پر کفار و مشرکین اپنے غصے اور ظلم و جور کا اظہار کرنے سے قاصر و عاجز تھے، مگر جو مسلمان غریب و نادار تھے، ان کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اور نہ وہ خود کوئی خاندانی و قبائلی حیثیت رکھتے تھے، ان پر کفار و مشرکین نے ظلم و ستم کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ ﷺ کو بھی تکالیف پہنچائی گئیں۔ معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا۔ غرضکہ مکی دور میں مسلمانوں پر ہر طرح کا ظلم کیا گیا۔

سوال 4 امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

جواب: امر بالمعروف، ہر اُس کام کے حکم دینے کے معنی میں ہے جسے عقل اور شریعت اچھا کام سمجھے، اور نہی عن المنکر، ہر اُس کام کے روکنے اور منع کرنے کے معنی میں ہے جسے عقل یا شریعت برا کام سمجھے۔ دوسرے لفظوں میں امر بالمعروف اچھے کاموں کا حکم دینے کے معنی میں ہے اور نہی عن المنکر برے کاموں سے روکنے کے معنی میں ہے۔

سوال 5 اللہ تعالیٰ سے مدد ملنے کی چند صورتیں تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ سے مدد ملنے کی چند صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مسلمان من حیث القوم قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔
2۔ ہر مسلمان کا دل ذوق عبادت اور شوق جہاد و شہادت سے لبریز ہو۔
3۔ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ سے، رسول اللہ ﷺ سے اور اسلام سے اپنے خاندان، اپنی اولاد، اپنے مال بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرے۔
4۔ ہر مسلمان دنیا کی محبت چھوڑ کر اپنی آخرت کو مدِنظر رکھے۔
5۔ ایک مسلمان اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ، اعتماد اور توکل رکھے۔
6۔ ایک مسلمان ظلم کرنے، حرام کاری اور حرام کمائی سے بچے۔
7۔ گھریلو سطح سے حکومتی سطح تک عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

جواب: صفحہ 40 پر کثیر الانتخابی سوالات کے سوال نمبر 1 تا 5 ملاحظہ کیجیے۔

Perfect24u.com

More Notes, Books Visit Now: www.Perfect24u.com

www.Perfect24u.com

Perfect24u.com